بسم اللہ الرحمن الرحیم

یادگار جشن جوبلی مبارک خسروی

تذکرۃ الخطابہ

تالیف

مولوی محمد عثمان عمادی بی ایس سی علیگ

سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

ذرّ گانے کہ ز انوار تو رخشاں باشند
طالب چشمۂ خورشید درخشاں باشند

مطبوعۂ اعظم اسٹیم پریس چار مینار حیدرآباد دکن

۸/

شیخ الاسلام حضرت امیر سیّد شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی رضی اللہ عنہ کے مرشد طریقت ہادیٔ حقیقت حضرت شیخ الاسلام
سلام اللہ علیہ و برکاتہ الی یوم الدین، شب شنبہ ۔ ۱۰ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ کو واصل الی اللہ ہوئے
قطب الوقت حضرت امیر سید شاہ مسعود علی قلندر رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہوئے ۔ تمام اعضائے
آل عماد آپ کے حلقہ بگوش ارادت تھے، شب دوشنبہ ۔ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۲۳۱ھ ہجری کو
خاکدان مجاز سے رہگرائے عالم حقیقت ہوئے، خاتم الاقطاب حضرت امیر سید شاہ علی مظہر قلندر
رضی اللہ عنہ خلف الصدق و خلیفۃ الحق تھے کہ دو مرتبہ آستانۂ آل عماد اُن کے قدوم سے فیض یاب
ہوا، خاندان کے سب چھوٹے بڑے حضرت ہی کے دست گرفتہ و رشد پذیر فتہ تھے، چہارشنبہ
۲۰ رجب ۱۲۶۹ھ کو عرش نشین ہوئے، حضرت امیر سید شاہ علی اکبر قلندر متوفی ۲۹ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ
آپ کے قائم مقام تھے، ارشاد الی رب العباد میں اکثر افراد آل عماد کی دستگیری فرمائی رضی اللہ عنہ
حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے خلفائے کرام کا سلسلۂ علیہ آستانۂ کاظمیہ کاکوری
سے مشید و مرصوص ہے جس کی تشیید و ترصیص آج کل حضرت شاہ تقی حیدر قلندر و حضرت شاہ علی حیدر
قلندر افاض اللہ علینا من برکاتہما الساطعات کی رہین منت ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے مرشد حضرت شاہ علاء الدین احمد قلندر رضی اللہ عنہ تھے، جن کے
انوار مولانا و سیدنا الحاج حضرت شاہ محمد اسمٰعیل قلندر قدس سرہٗ کی جبین مبارک سے تاباں و درخشاں
تھے، حضرت نے چہارشنبہ ۔ ۱۲ شعبان ۱۳۲۳ھ کو انتقال الی الحق فرمایا، آپ کے سجادۂ فرود
خلافت اس وقت سید السادات وسند السعادات حضرت مولانا سید شاہ ولایت احمد صاحب ہیں،
انار نا اللہ بانوارہ وقدسنا باسرارہ ۔

حضرت شاہ علاؤ الدین احمد قلندر کے مرشد حضرت دیوان شاہ فتح قلندر رضی اللہ عنہ تھے
جن کی اولاد پاک سے قلندر پور آباد ہے اور جن کے ایک رکن رکین و فرد کامل حضرت مولانا شاہ محمد
یوسف قلندر ہیں، سلمہ اللہ وابقاہ واعز رجدواہ ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یادگار جشن جوبلی مبارک خسروی

تذکرۃ الخطابہ

تالیف

مولوی محمد عثمان عمادی، بی ایس سی، علیگ

سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

ذرہ گانے کہ زانوار تو رخشان باشند
طالب چشمۂ خورشید درخشان باشند

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد

بیادگارِ جشن جوبلی مبارک

اعلیٰ حضرت آصفجاہ سابع ملکنہ اللہ علی الممالک والمرابع

به پائے آصفِ ہفتم سجود می ریزد
سرِ نیاز کہ بر چرخ ہفتمین دارم
بقائے اوست بقائے حکومتِ اسلام
دعا قبول کہ بر مدّعا یقین دارم

مِنْ جَوٍّ نَفُوْرٍ اِذَا هَبَّتْ رِيَاحُ رِضًى

(جون پور سے جہاں کہیں ہوائے دلپسند چلی)

مِنْهَا تَعَطَّرَتِ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا

(کہ دنیا اس سے معطّر ہو گئی اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پہ اس کی خوشبو چھا گئی)

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

لِلّٰہ درّ بنی عبادِ

اولی المکارم والممادحْ

القائلین الفاعلین

الآمرین بکلّ صالحْ

لکرامهم فوق الکرام

مزیّةٌ وزن الرواجح

کتثاقل الارطال بال

قسطاس فی الایدی النوافحْ

(اُمیّہ بالتصرّف)

بسم الله الرحمن الرحيم

وصلى الله على نبيه وخير خلقه محمد وعلى آله واصحابه وبارك وسلم

يا عماد من لا عماد له
ويا ركن من لا ركن له

الحمد لله، احمده، واستعينه، واستغفره، واؤمن به، واتوكل عليه، واستهدى الله بالهدى، واعوذ به من الضلالة والردى، ومن الشك والعمى، من يهد الله فهو المهتدى، ومن يضلل فلن تجد له وليا مرشدا،

جعلنا الله ممن آمنوا به، وعملوا صالحا، واطاعوا رسوله، ومن يطع الرسول فقد اطاع الله، ومن تولى فما ارسلناك عليهم حفيظا،

ربنا اٰتنا من لدنک رحمۃ، وھیّٔ لنا من امرنا رشدا

(۱)

خطابت عرب قدرت کاملہ نے عربوں کو جن مزایائے فاضلہ سے ممیّز فرمایا تھا اُن میں ایک نعمت خطابت بھی تھی، قبائل جاھلیت کا من بھاتا مشغلہ نِفار اور تشجار تھا جس کو قدیم اصطلاح دکن میں "جنگ یکیکی" یا فرنگی بولی میں "ڈوئل" کہہ سکتے ہیں، باہم آویزیوں سے ایسے شرارے نکلتے تھے کہ پوری قوم ایک شعلۂ جوّالہ بن گئی تھی، اطمینان کی گھڑی ایک موی آتش دیدہ کی لڑی تھی، امن جسم، عافیت فی النار، لاجرم ان لھم النار

معرکے گرم ہوتے، آویزشیں برپا رہتیں کہ اسی حالت میں کوئی خطیب اُٹھتا اور زور خطابت کا ایسا معجزہ دکھاتا کہ دست و گریبان ہونے والے کنار و آغوش میں آجاتے، فتنہ غائب، فساد روانہ، اصبحتم بنعمتہ اخوانا

(۲)

خطابت کی تاریخ میں سب سے روشن، سب سے مؤثر، سب سے قوی و عزیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۃ الوداع ہے جس میں فرماتے ہیں:

خطبۃ الوداع | ایها الناس، اسمعوا منی أبین لکم، فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی هذا فی شهرکم هذا؛

لوگو، میری بات سنو، میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد تمھارے اس مہینہ میں پھر تم سے مل سکوں۔

انّ دماءکم واموالکم علیکم حرامٌ الی ان تلقوا ربّکم کحرمة یومکم هذا، فی شهرکم هذا، فی بلدکم هذا،

تم سب کی جان ومال (پر ناجائز تصرّف) تم پر حرام ہے، یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے جا ملو، اسی طرح سے حرام جیسے تمھارے اس عزت وحرمت والے شہر میں تمھارے اس قابل احترام مہینے میں تمھارا یہ دن (یوم حج) محترم ہے۔

انّ الشیطان قد ایس ان یُعبد فی ارضکم هذه ولکنّه رضی ان یُطاع فیما سوی ذلک ممّا تحقّرون من اعمالکم

شیطان کو اس کی امید تو نہیں رہی کہ تمھاری اس سرزمین پر اس کی پوجا ہوسکیگی، وہ اسی پر راضی ہوگیا کہ دوسری چیزوں میں تو اس کی فرماں برداری کی جائے، مثلاً تمھارے ایسے کام کہ سرسری وحقیر سمجھ کر ان کو زیادہ اہمیت نہ دو۔

انّما النساء عندکم عوارٍ لا یملکن لانفسهنّ شیئًا، اخذ تموھنّ بامانۃ اللّٰہ، واستحللتم فروجھنّ بکلمۃ اللّٰہ فاتقو اللّٰہ فی النساء واستوصوا بھنّ خیرا

عورتیں تمھارے پاس امانت ہیں، عاریت ہیں، اپنی کوئی مِلک نہیں رکھتیں، تم نے اللہ کی امانت سے اُن کو لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے اپنے اوپر اُن کو حلال ٹھہرایا ہے، عورتوں کے باب میں اللہ سے ڈرو اور بھلائی کے ساتھ اچھا سلوک اُن کے ساتھ کرو۔

ایّھا الناس، انّما المومنون اِخوۃٌ، فلا یحلّ لامرئٍ مال اخیہ الّا عن طیب نفسہ

لوگو، مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی بھائی پر اُس کے بھائی کا مال حلال نہیں، البتّہ وہ خوشدلی سے دے تو لے لے۔

ایّھا الناس، انّ ربکم واحدٌ، وان اباکم واحد، کلکم لاٰدم، وادم من تراب، اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم، لیس لعربیّ علی عجمیٍّ فضلٌ الا بالتقوی

لوگو، تم سب کا پروردگار ایک ہے، اور تمھارا باپ بھی ایک ہی تھا، تم سب آدمؑ کی اولاد ہو، اور آدمؑ مٹّی سے بنے تھے، اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہو، کسی عرب کو

کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں، اگر ہے تو پارسائی و تقوٰی کی بنا پر ہے۔

—— ﴿ ۳ ﴾ ——
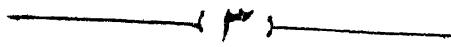
آج کل کی فرنگی بول چال میں سلاطین کی تقریر کو تاج کی تقریر کہتے ہیں اور تخت نشینی کے بعد بادشاہ کی پہلی تقریر عام کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، ہم میں سے بہتوں کو ملکۂ وکٹوریہ، شاہ اڈورڈ، پادشاہ جارج خامس کی یہ تقریریں یاد ہونگی، لیکن کتنے ہیں کہ تخت اسلام کی پہلی تقریر تاج ذہن نشین رکھتے ہوں، اگرچہ اسلام کی شان عظمت تخت و تاج سے کہیں برتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ ملاحظہ ہو جو بیعت خلافت کے بعد ارشاد فرمایا تھا:

پہلی تقریر خلافت | ایھا الناس انی قد ولیت علیکم ولست بخیرکم

لوگو، میں تم پر والی تو بنایا گیا ہوں مگر میں تم سے بڑھ کے نہیں ہوں۔

فان رائیتمونی علی حقٍ فاعینونی، وان رائیتمونی علی باطلٍ فسددونی

تم مجھے اگر برسرِ حق پاؤ تو میری مدد کرو، اور اگر برسرِ باطل دیکھو تو

مجھ کو ٹھیک بناؤ۔

اطیعونی ما اطعتُ اللہَ فیکم

تمھارے ساتھ معاملت میں جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا

رہوں تم لوگ بھی میری اطاعت کرو۔

فاذا عصیته فلا طاعة لی علیکم

جہاں میں نے اللہ کی نافرمانی کی تم میری اطاعت سی آزاد ہوگئے

الا انّ اقواکم عندی الضعیفُ حتی اٰخذ الحقّ له

آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں میرے نزدیک وہی بڑے

زبردست ہیں یہاں تک کہ اُن کا حق میں دلا دوں۔

واضعفکم عندی القویّ حتی اٰخذ الحقَّ منه

اور تم میں جو زبردست ہے وہی میرے نزدیک بڑا کمزور ہے

یہاں تک کہ حق کو اُس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کردوں۔

—— (۴) ——

کام کی بات عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو بحسبِ معمول خطبہ کو اُٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر صعود فرمایا اور جلال خطابت اس طرح دکھایا:

ایّها الناس، انتم الی امامٍ فعّالٍ احوج منکم الی

امامِ قوّال

لوگو، بہت بولنے والے خلیفہ کے مقابلہ میں بہت کام کرنے والے خلیفہ کی تمھیں زیادہ ضرورت ہے۔

یہ فرمایا، اور منبر پر سے اُتر پڑے، خطبہ نے ختم ہو کے خطابت کا خاتمہ کر دیا، سچ ہے:

وَاِنْ لَمْ اَکُنْ فِیکُمْ خَطِیبًا فَاِنَّنِیْ

(تمھارے مجمع میں اگر زبان سے میں نے تقریر نہیں کی اور زبانی خطیب ثابت نہ ہوا تو کیا مضایقہ)

بِسَیْفِیْ اِذَا جَدَّ الْوَغَا لَخَطِیْبٌ

(جہاں رَن پڑا ہو، جنگ اور موت کا معرکہ ہو وہاں کا خطیب میں ہوں کہ بجائے زبانِ تقریر کے زبانِ شمشیر خطبہ سناتی ہے)

(۵)

فتح افریقیہ لشکرِ اسلام افریقیہ کو فتح کر چکا ہے، بشارت نامۂ فتح سنانے کے لیے عبداللہؓ بن الزبیرؓ بھیجے گئے ہیں جو قرطاجنہ کو باطل کی حکومت سے پاک و صاف کر کے وہاں حق کی سلطنت قائم کر آئے ہیں، ہنوز بہت کم عمر ہیں، اور اسی کم عمری میں ایک برّاعظم کو توحید کا مطیع بنا چکے ہیں، مدینۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہوتے ہیں، اور مسجد نبوی میں

واقعات فتح بیان کرتے ہیں، عثمان ذی النورینؓ کا عہد خلافت ہے، کمال بلاغت سے متاثر ہوکر فرماتے ہیں: یا بُنَیّ، اَتقوام بمثل هذا الکلام علی الناس (میرے بیٹے، کیا لوگوں کے مجمع میں بھی تم ایسی ہی تقریر کر سکتے ہو؟) جواب ملا: انا اَهْیَبُ لك مِنّی لهم (لوگوں سے زیادہ مجھ پر آپ کی ہیبت ہے) یہ کہہ کے منبر نبوی کے پاس کھڑے ہوجاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

خطبۂ فتح | الحمد لله الذی الّف بین قلوبنا بعد البغضة

اللہ ہی کو حمد ہے جس نے بغض و عداوت کے بعد ہمارے دلوں میں الفت پیدا کردی۔

انتخب محمّداً صلی اللہ علیه وسلّم بعلمه، وائتمنه علی وحیه، واختار له من الناس اعواناً جاهد وافی الله حق جهاده، فاستشهد الله منهم من استشهد علی المنهاج الواضح، والبیع الرابح[1] وبقی منهم من لا تاخذهم فی الله لومة لائم

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو جان بوجھ کے منتخب فرمایا، امین وحی بنایا، آپ کے لیے ایسے مددگار انتخاب کیے جو اللہ کی راہ میں

---

[1] یشیر الی قوله تعالی: ان الله اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة

جہاد کا حق ادا کرتے رہے، ان میں جو شہید ہونے والے تھے اللہ کے حکم سے کھلے ہوئے صاف طریقے اور سودمند خرید و فروختؔ[ف] کے ساتھ شہید ہوئے اور جنھیں رہنا تھا وہ ایسی استقامت و استقلال کے ساتھ باقی رہے کہ اللہ کی راہ میں انھیں کسی کی ملامت کی پروا تک نہیں۔

بیان واقع | انتھینا الی افریقیة فنزلنا منھا حیث یسمعون صھیل الخیل، ورغاء الابل، وقعقعة السلاح

ہم چلتے چلتے افریقیہ پہنچے، وہاں ایسی جگہ اترے کہ گھوڑوں کے ہنہنانے، اونٹوں کے بلبلانے، اور ہتھیاروں کے کڑکڑانے کی آواز تک حریفوں کے گوشزد ہوتی تھی۔

دعوناھم الی الاسلام والدخول فیہ، فابعدوا منہ

ہم نے اُن کو اسلام کی دعوت دی، دائرۂ اسلام میں داخل کرنا چاہا، مگر وہ اس سے دور بھاگے

فسألناھم الجزیة عن صغارٍ فکانت ھذہ ابعد

یہ دعوت قبول نہ کی تو ہم نے چاہا کہ جزیہ دیں اور ہمارے تابع و محکوم ہوکے رہیں، اس سے وہ اور بھی دور تر ہوگئے۔

ف "سودمند خرید و فروخت" سے اس آیت کی جانب اشارہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانیں اور مومنین کے مال سب مول لے لیے، اور باغ بہشت اُن کا دام لگایا۔

فنهضنا الیهم و قاتلناهم اشد القتال یومنا ذلك

آخر ہم بڑھے اور تمام دن سخت لڑائی لڑتے رہے۔

انصاف بالائے عداوت | وصبر فیه الفریقان، فکانت بیننا و بینهم قتلیٰ کثیرة

دونوں فریق ثابت قدم رہے، ہماری جانب سے بھی بہتیرے کام آئے اور اُن کی طرف بھی بہت سے قتل ہوئے۔

مسلمانوں کی رات | فبتنا وللمسلمین دوی بالقرآن کدوی النحل

رات آگئی، سب نے آرام کیا، مسلمان رات بھر کلام اللہ کی تلاوت کرتے رہے، آیات الٰہی کی گونج اس طرح سُنائی دیتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔

مخالفوں کی شب | و بات المشرکون فی خمورهم و ملاعبهم

مشرکین نے اس طرح شب بسر کی کہ شرابیں پیتے رہے اور لہو و لعب میں پڑے کھیلتے رہے۔

فلما اصبحنا اخذنا مصافنا الذی کنا علیه بالامس، و زحف بعضنا علی بعض

صبح ہوئی تو جو صف بندی کل توڑی تھی آج پھر سے جوڑی، اور ایک نے دوسرے پر حملے کیے

استقلال نے اسلام کو سربلند کیا

فافرغ اللّٰہ علینا صبرہ وانزل علینا نصرہ، ففتحناھا من آخر النھار

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ہم کو استقلال عطا فرمایا اور اپنی مدد نازل فرمائی، دن ختم ہونے ہی کو تھا کہ شرک کا خاتمہ ہوگیا، مسلمان جیت گئے۔

فاصبنا غنائم کثیرۃ واسعۃ بلغ فیھا الخمس خمسمائۃ الف

بہت وسیع مال غنیمت حاصل ہوا جس کا پانچواں حصہ کہ بیت المال کے لیے ہے، پانچ لاکھ ہے۔

وانا رسولھم الی المومنین البشرھم بما فتح اللّٰہ من البلاد واذل من الشرك

میں اُن مسلمانوں کی جانب سے قاصد بن کے آیا ہوں، مومنین کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ نے اسلام کے لیے کیسا ملک فتح کیا اور شرک کو کس طرح ذلیل بنایا۔

فاحمدوا اللّٰہ علی الائہ وما احل باعدائہ من باسہ الذی لایردہ عن القوم المجرمین

اس کرشمۂ قدرت پر اللہ کی حمد کرو کہ اُس نے اپنے دشمنوں کو کیسی سزا دی، مجرم قومیں اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتیں اور نہ اللہ

اس سزا کو اُن سے لطف ملتا ہے۔

زبیرؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے خطبہ سن کے اُٹھے، پیشانی چومی، آیت: ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللّٰهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ تلاوت کی اور فرمایا: يَا بُنَيَّ، مَا زِلْتَ تَنْطِقُ بِلِسَانِ أَبِي بَكْرٍ حَتّٰى صَمَتَّ (اے میرے بیٹے، تو آخر تک ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے بولتا رہا)

—— (۶) ——

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کا ایک اور خطبہ بھی سن لیجیے، ان کے بھائی مُصعب عراق کے والی اور دمشق سے برسرِ جنگ تھے میدانِ جنگ میں عراقیوں کی فوج اُن سے ٹوٹ کے حریفوں سے جا ملی اور وہ کام آ گئے، حجاز میں یہ خبر پہنچتی ہے تو دستور کے مطابق عام خطبہ کے ذریعہ سے عبداللہؓ اس کی اطلاع دیتے ہیں:

جان پر کھیلنے والے کا عزم

الحمد للّٰه، له الخلق والامر والدنيا والآخرة، يؤتي الملك من يشاء وينزع الملك ممن يشاء، ويعز من يشاء ويذل من يشاء

اللہ ہی کو حمد ہے، خلقت اور حکم، دنیا اور آخرت سب کچھ اُسی کی ہے، جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جس کو چاہے عزت دے، جسے چاہے ذلت نصیب کرے۔

اما بعد، فانّہ لم یعزّ اللہ من کان الباطل معہ وان کان معہ الانام طرّاً

اس کے بعد یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے شخص کو عزّت نہیں دی جس کے ساتھ باطل ہو، چاہے تمام مخلوق نے اُس کا ساتھ دیا ہو۔

و لم یذال من کان الحقّ معہ و ان کان فرداً

اور جس کے ساتھ حق ہو اللہ نے اُس کو ذلیل نہیں کیا، خواہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

الا و ان خبراً من العراق اتانا فاحزننا و افرحنا

آگاہ ہو کہ ہمارے پاس عراق سے ایک خبر آئی ہے جس نے ہمیں غمگین بھی کیا اور شادماں بھی۔

فاما الذی احزننا فان لفراق الحمیم لوعۃً یجدھا حمیمہ، ثم دعوی ذوی الالباب الی جمیل الصبر وکریم العزا

جس چیز نے ہمیں غمگین بنایا وہ یہ ہے کہ دوست کی جدائی میں ایک سوزش ہوتی ہے جسے دوست ہی کا دل جانتا ہے، جو ہوشمند ہیں وہ ایسے موقع پر صبر جمیل اور شریفانہ تسلّی کو مدعو کرتے ہیں۔

و اما الذی افرحنا فان قتل المصعب لہ شہادۃٌ ولنا ذخیرۃٌ

اور جس چیز نے ہم کو دلشاد کیا وہ یہ ہے کہ مصعب کا قتل ہونا خود مصعب

کے لیے شہادت اور ہمارے لیے سرمایۂ عاقبت ہے۔

الا وان اللہ اہل العراق باعوہ باقل من الثمن الذی کانوا

یاخذون منہ

آگاہ ہو کہ عراقیوں نے مصعب کو اتنے تھوڑے داموں بیچ ڈالا کہ

اُس سے کہیں زیادہ قیمت خود مصعب سے لیا کرتے تھے۔

فان یُقتل فقد قُتل ابوہ واخوہ وابن عمّہ وکانوا

من الخیار الصالحین

مصعب قتل ہوئے تو کیا ہوا، اُن کے باپ بھی قتل ہوئے تھے،

بھائی بھی قتل ہوئے، ابن عم بھی قتل ہوئے، اور یہ سب لوگ بہترین

اہلِ صلاح تھے۔

انّا واللہ لا نموت حتفاً ولکن قصفاً بالرماح وموتاً

تحت ظلال السیوف، لیس کما یموت بنو مروان

اللہ شاہد ہے کہ ہم لوگ بے چارگی کی موت نہیں مرتے، ہم نیزوں کا

نشانہ بنتے ہیں اور تلواروں کے سایہ تلے جان دیتے ہیں، ہم اُس طرح

ہلاک نہیں ہوتے جس طرح کی ہلاکت خاندان مروان کی قسمت میں ہے۔

الا انّما الدنیا عاریۃ من الملک الاعلی الذی لا یبید

ذکرہ ولا یذل سلطانہ

آگاہ ہو کہ دنیا ایک مستعار چیز ہے، یہ اُس سب سے بڑے بادشاہ کی
مِلک ہے جس کی نہ تو یاد ہی مٹ سکتی ہے اور نہ اُس کی سلطنت ہی ذلیل
ہو سکتی ہے۔

فان تقبل الدنیا علی مومنٍ لم یاخذھا اخذ الاشر البطر

دنیا اگر اپنے آپ کو کسی مردِ مومن پر پیش کرے تو مسلمان اُس کو تباہ کار
کی حیثیت میں کبھی نہ لیگا۔

وان تدبر عنہ لم یبك علیھا بكاء الخرق المھین

اور اگر مُنہ موڑے تو مسلمان اُس پر ذلیل نابکار آدمی کی طرح کبھی
نہ روئیگا نہ ماتم کریگا۔

(۷)

حیدرِ کرّار کی شانِ خطابت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و
کرم اللہ وجہہٗ مسند آرای خلافت ہیں، خبر ملتی ہے کہ سفیان بن عوف نے
علاقۂ انبار پر حملہ کر کے حضرت کے عامل (حسّان) کو قتل کر ڈالا، اس
موقع پر حضرت فرماتے ہیں:

ان الجہاد بابٌ من ابواب الجنّة

جہاد بہشت کا ایک دروازہ ہے۔

ترکِ جہاد کا نتیجہ فمن ترکہ البسہ اللہ ثوب الذلّ واشملہ

البلاء، والزمه الصغار، وسامه الخسف، ومنعه النصف

جس نے اس دروازہ کو چھوڑا! اللہ نے اُس کو ذلّت کا جامہ پہنایا، سر سے پاؤں تک اُس کو بلا سے ڈھانک لیا، زبونی و خواری اُس کے ساتھ لازم و ملزوم کردی، تباہی نے اُسے ذلیل کر ڈالا، اور انصاف حاصل کرنے سے اُس کو روک دیا۔

دعوتکم الی قتال هؤلاء القوم لیلاً و نهاراً، و سرّاً و جهاراً، و قلت لکم اغزوهم قبل ان یغزوکم، فو اللہ ما غزا قومٌ قطّ فی عقر دارهم الّا ذلّوا

ان لوگوں سے لڑنے کے لیے میں تم کو شب و روز در پردہ و علی الاعلان دعوت دیتا اور کہتا رہا کہ قبل اس کے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم خود اُن پر چڑھ دوڑو، جس قوم پر گھر کے اندر حملہ ہوا اور اُس نے گھر بیٹھ کے مدافعت کی، اللہ شاہد ہے کہ وہ ذلیل ہوگئی۔

فتواکلتم، و تخاذلتم، و ثقل علیکم قولی، فاتّخذتموه وراءکم ظهریّاً، حتّی شُنّت علیکم الغارات

اس پر بھی تم نے سستی کی، مخذول بنے رہے، میری بات تمھیں گراں گزری، اور تم نے اُس کو پس پشت ڈال دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ خود تم پر حملے ہونے لگے۔

فلو انّ رجلاً مسلماً مات من بعد هذا اسفاً ما کان عندی ملوماً۔

اس واقعہ کے بعد اگر کوئی مرد مسلمان افسوس کے عالم میں مرجائے تو میرے نزدیک قابل ملامت نہ ہوگا۔

فوا عجباً من جدّ ھؤلاء فی باطلھم وفشلکم عن حقکم۔

تعجّب ہے کہ وہ لوگ باطل کے لیے اتنی کوشش کریں اور تم اپنے حق سے محروم رہو۔

اسباب ذلّت فقبحاً لکم حین صرتم غرضاً یُرمی، یُغار علیکم ولا تغیرون، وتُغزون ولا تغزُون، ویُعصی اللہ وترضون۔

تمہارے لیے کتنی بُری بات ہے کہ تم ایک نشانہ بنالیے جاؤ جس پر تیراندازی ہوتی رہے، تم پر حملے کیے جائیں مگر تم حملہ نہ کرو، تم سے لڑنے کو بڑھیں مگر تم چپکے بیٹھے رہو، اللہ کی نافرمانی کی جائے اور تم اُس پر راضی رہو، ٹس سے مس تک نہ ہو۔

فاذا امرتکم بالمسیر الیھم فی ایّام الحرّ، قلتم حمّارۃ القیظ، امھلنا حتی ینسلخ عنّا الحرّ۔

میں نے گرمیوں میں اُن پر چڑھائی کا جب تمہیں حکم دیا تو تم نے کہا: یہ سخت گرمیوں کے دن ہیں، ہمیں مہلت دیجیے کہ یہ موسم گزر جائے۔

واذا امرتكم بالمسير اليهم في الشتاء، قلتم صبارة القر، امهلنا حتى ينسلخ عنا هذا القر۔

اور جاڑوں میں حکم دیا تو تم نے عذر کیا، یہ شدید سردیوں کا زمانہ ہے، مہلت دیجیے کہ یہ ٹھنڈ جاتی رہے۔

كل هذا فرارًا من الحر والقر، فانتم والله من السيف افر، يا اشباه الرجال ولا رجال، ويا احلام الطفال وعقول ربات الحجال۔

یہ سب گرمی و سردی سے بھاگنے کے لیے ہے، تو اللہ جانتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ تلوار سے تم بھاگنے والے ہو، اے وہ لوگو کہ مردوں کی شکل ہو مگر مرد نہیں ہو، لڑکوں کے خواب وخیال ہو، عورتوں کی عقل ہو جو حجرہ میں بیٹھتی ہیں اور وہیں جیتی مرتی ہیں۔

خطبہ طویل ہے، یہ اُس آیت بلاغت کا ایک نمونہ ہے، ما لا یُدرک کلّہ لا یُترک کلّہ۔

بیان ہو نہ سکی اہل دل سے شان علیؓ
فان وجدت لسانًا قائلًا فقل

―――― (۸) ――――

یورپ میں اسلام کا پہلا خطبہ | دوشنبہ ۔ ۵ رجب سنہ ۹۲ ہجری کو

طارق بن زیاد نے اندلس کے جنگ آزما وجنگ آور نصرانی لشکر کے سامنے اسلام کی صفیں مرتب کیں، ایک ایک ہزار کی بارہ صفیں آراستہ ہوئیں، میدان جنگ سمندر کا ساحل تھا، آگے ستّر ہزار کفّار پیچھے بحر زخار، جہاز جو مسلمانوں کو سوار کرا لائے تھے راتوں رات اُن میں آگ لگ چکی تھی، جان بچانے یا واپس جانے کی سبیل نہیں رہی تھی، اسی حالت میں سرِ لشکر (طارق بن زیاد) کا خطبہ شروع ہوتا ہے:

ایّھا الناس، این المفرّ؟ البحر من ورائکم والعدّو امامکم، ولیس لکم واللہ الا الصدق والصبر۔

لوگو، کیسی گریز گاہ، کہاں کی جائے پناہ؟ سمندر تمہارے پیچھے ہے اور دشمن آگے، اللہ شاہد ہے کہ بجز صدق اور صبر، ثبات اور استقلال کے اب تمہارے لیے کوئی ذریعۂ نجات نہیں۔

انکم فی ھذہ الجزیرۃ اضیع من الایتام فی مادبۃ اللئام۔

کمینوں کی ضیافت میں جو حالت یتیم بچّوں کی ہوتی ہے اُس سے بھی بُری حالت تمہاری اس جزیرہ نما میں ہے۔

وقد استقبلکم عدوّکم بجیشہ واسلحتہ، واقواتہ موفورۃٌ۔

دشمن نے اپنے لشکر اور اسلحہ کے ساتھ تمہارا استقبال کیا ہے،
سامان رسد اُس کے پاس بکثرت و بے حد ہے۔

وانتم لا وزر لکم الا سیوفکم، ولا اقوات لکم
الا ما تستخلصونہ من ایدی عداکم۔

اس کے مقابلہ میں تمہارے پاس صرف تمہاری تلواریں ہیں،
رسد کا کوئی سامان نہیں بجز اُس کے جو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے
چھین سکو۔

وان امتدت بکم الایّام علی افتقارکم ولم تنجزوا
لکم امراً ذھبت ریحکم وتعوّضت القلوب من رعبھا
منکم الجرأۃ علیکم۔

اسی محتاجی کے ساتھ اگر تمہیں کچھ دن گزرے اور کچھ کام تم انجام
نہ دے سکے تو پھر تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی، اس وقت تو دلوں میں تمہارا
رعب بیٹھا ہوا ہے، پھر اس کے بدلے خود تمہارے خلاف جرأت
وجسارت بڑھ جائیگی۔

فادفعوا عن انفسکم خذلان ھذہ العاقبۃ من
امرکم بمناجزۃ ھذا الطاغیۃ فقد الفت بہ الیکم
مدینتہ الحصینۃ۔

اس انجام کی خواری وزیاں کاری کو اپنے آپ سے دفع کرو، اس سرکش سے لڑو جس کے مضبوط و محکم شہر نے اُس کو تمھارے سامنے کھُلے میدان میں ڈال دیا ہے۔

وانّ انتهاز الفرصة فيه لممكنٌ ان سمحتم لانفسكم بالموت۔

اس کا موقع مل سکتا ہے، بشرطے کہ تم اپنے آپ کو موت کے لیے آمادہ کرسکو۔

وانی لم احذّرکم امراً انا عنه بنجوةٍ، ولاحملتكم على خطّةٍ ارخص متاعٍ فيها النفوس، ابداءُ بنفسی

میں کسی ایسی چیز سے تمھیں نہیں ڈراتا جس سے خود بچتا ہوں، تمھیں سوار کرا کے میں اُس بازار میں لے جاؤنگا جہاں سب سے زیادہ ارزاں نرخ کی شے روح ہے، میں اپنی جان سے اس میں پہل کرونگا۔

وانکم ان صبرتم على الاشقّ قليلاً، استمتعتم بالارفه الالذّ طويلاً۔

اگر اس نہایت دشوار موقع پر تم نے کچھ تھوڑا بھی صبر کیا تو نہایت درجہ کامیاب رفاہ ولذّت کی طویل شادمانی پھر تمھارے لیے ہے۔

واعلموا انی اوّل مجیبٍ الی ما دعوتکم الیہ، وانی عند ملتقی الجمعین حاملٌ بنفسی علی طاغیۃ القوم لذریق فقاتلہ ان شاء اللہ، فاحملوا معی، فان هلکتُ بعدہ فقد کفیتکم امرہ، وان هلکتُ قبل وصولی الیہ فاخلفونی فی عزمتی هذہ، واحملوا بانفسکم علیہ، واکتفوا الهم من فتح هذہ الجزیرۃ بقتلہ، فانهم بعدہ یخذلون۔

یہ بھی جان لو کہ جس بات کی میں نے تم کو دعوت دی ہے پہلے اُس کو خود قبول کر چکا ہوں، جہاں دونوں لشکر بھڑے کہ اس سرکش لذریق (راڈرک پادشاہ اسبانیہ) پر حملہ کر کے اللہ نے چاہا تو اُسے قتل کر ڈالونگا، تم سب بھی میرے ساتھ حملہ کرنا، میں اُس کو مار کے مرا تو تمھارا کام ہو گیا، اور اگر اُس کے پاس تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا تو اس عزم میں تم میرے قائم مقام بننا، سب کے سب اُس پر حملہ کرنا، اور فتح اندلس کے باب میں اُس کے مار ڈالے جانے ہی کو کافی سمجھنا، وہ ہلاک ہوا تو یہ لوگ خود بخود ذلیل وخوار ہو جائینگے۔

—— (۹) ——

عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبۂ خلافت ملاحظہ ہو:

کامیابی کے طریقے | ایہا الناس، اصلحوا سرائرکم تصلح لکم علانیتکم۔

لوگو، اپنے اپنے باطن کو درست کرو، ظاہر خود بخود درست ہو جائیگا۔

واصلحوا اٰخرتکم تصلح دنیاکم۔

صلاح آخرت کی فکر کرو، فلاح دنیا آپ سے آپ حاصل ہو جائیگی۔

و ان امرءً لیس بینہ وبین اٰدم اب حی لمعرق فی الموات۔

ایسا شخص حقیقت میں مر چکا ہے کہ اُس کے اور آدم کے درمیان کوئی ایک پشت بھی زندہ کہلانے کی حقدار نہ ہو۔

———— (۱۰) ————

خطابت کے یہ چند سرسری نمونے ہیں، قُلٌ من کُثرٍ، وقطرٌ من بحرٍ۔

اب اس کی روشنی میں حضرت شیخ عبدالقادر عمادی رضی اللہ عنہ کا جلوۂ خطابت دیکھنا چاہیے اور اس کے لیے بیک جنبش قدم بارہویں صدی ہجری کے وسط تک کی مسافت طے کر لینی چاہیے، کہ ویرانۂ سوگھر پور حضرت کے نزول سی جب کاشانۂ نور بنتا ہے تو یہ وادی غیر ذی زرع نہ محراب و منبر سے آشنا تھی اور نہ بظاہر اس سے پہلے یہاں اللہ کا نام لیا گیا تھا، ایک دشت فراخ، انسانوں سے خالی،

جس میں ہر سمت ویرانی کی آبادی تھی، حضرت شیخ اپنے پیر و مرشد کے
حکم سے بے شمار ارادتمندوں کے ساتھ یہاں فروکش ہوتے ہیں،
اقامت جماعت کا انتظام کرتے ہیں، عید فطر آتی ہے تو سنّت نبوّت
کے مطابق کھلے میدان کا رُخ کرتے ہیں اور اپنے آبائے صالحین کے منہاج
پر چل کر بغیر کسی رویّت و تحبیر عبارت کے، محض بدیہت وارتجال کے
ساتھ، لسان صدق بے تکلّف قلب سلیم کی ہمزبانی کرتی ہے اور وہ
خطبۂ مبارکہ ارشاد فرماتے ہیں جو موضوع کتاب و فصل خطاب ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ کا خطبۂ عید فطر

الحمد للہ، الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور، وصوّر الشمس والقمر وقدّر اللیالی، والایام، والسنین، والشہور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد، نشر عبادہ، وعمّر بلادہ، وامرھم بعبادتہ، وترک ارادۃ الغیر مع ارادتہ، بدوام الرجوع، وتمام الحضور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد، ارسل فی ذلک الانبیاء والمرسلین، وانزل علیہم الکتب علےٰ لسان الروح الامین، من التورٰیۃ والانجیل والفرقان والزبور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر،

الله اکبر، ولله الحمد،

ختمهم بالنّبی الکریم، الرسول الرؤف الرحیم المخاطب من عنده بقوله سبحانه "انك لمن المرسلین علی صراطٍ مستقیمٍ" الدال علی فضله، وختمه، وبقاء شرعه، وعظمه، علی الوضوح والظهور، الله اکبر الله اکبر، لآ اله الا الله، والله اکبر الله اکبر، ولله الحمد،

ونشهد اَنْ لآ اِله الا الله، وحده، لا شریك له، له الملك وله القدرة وله الامر یقدر علی کل شیءٍ، ویبعث من فی القبور، الله اکبر الله اکبر، لآ اِله الا الله، والله اکبر الله اکبر، ولله الحمد،

ونشهد اَنّ سیّدنا ومولانا محمدا عبده المصطفٰی ورسوله المجتبی، نور الله الانور، وظهور الله الاعظم، فی الکتاب المسطور والرق المنشور، الله اکبر الله اکبر، لآ اله الا الله، والله اکبر الله اکبر، ولله الحمد،

سید المرسلین، وخاتم النبیین، ورحمة للعالمین وشفاعة للمذنبین، والاثمین، یوم البعث والنشور، الله اکبر الله اکبر، لآ اله الا الله، والله اکبر، الله اکبر، ولله الحمد،

صح

صاحب التاج، والمعراج، والبراق والعلم، فی الحل والحرم، والبیت المعمور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ، واصحابہ، وعترتہ، وزمرتہ، وجنودہ، واحزابہ، ولا سیما الطیبین الطاہرین، الائمۃ المعصومین، والانصار والمہاجرین، والخلفاء الراشدین، ابی بکر الصدیق الاکبر، وعمر الفاروق الاظہر، وعثمان جامع القرآن الانور، وعلی المرتضی المقدس المطہر، ساقی الکوثر وشافع المحشر، وسیدۃ النساء، خاتون الجنۃ الزہراء، والسیدین المعظمین، القطبین المکرمین، ریحانتی النبوۃ، ورمانتی الولایۃ المطہرین، المقدسین، ابی محمد الحسن وابی عبد اللہ الحسین، والحمزۃ، والعباس، وجمیع الصحابۃ والتابعین، واتباع التابعین، واولیاء الامۃ، وعلماء الملۃ، ومشایخ الطریقۃ واکابر الحقیقۃ، ولا سیما مشایخنا القلندریۃ، والقادریۃ والطیفوریۃ، والجشتیۃ، والسہروردیۃ، والفردوسیۃ، والمداریۃ، والجلالیۃ، والنقشبندیۃ، سلام اللہ ورضوانہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہم اجمعین، وسلم تسلیما کثیرا

كثيرًا الى يوم الدين ،

امّا بعد ، فانى اوصيكم بالطاعة ، وبتقوى الله حتى
الاستطاعة ، فان الدنيا زور ، ومتاعها غرور ، وان تصبروا
وتتقوا فان ذلك من عزم الامور ،

ثم ان هذا يوم العيد للصيام ، ويوم المزيد للاتام ، يا ايّها
الذين امنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم
لعلكم تتقون ، ايامًا معدودات ، فمن كان منكم مريضًا او على
سفرٍ فعدة من ايام اخر ، وعلى الذين يطيقونه فدية طعامُ
مسكين ، فمن تطوّع خيرًا فهو خيرٌ له ، وان تصوموا خيرٌ لكم
ان كنتم تعلمون ، شهر رمضان الذي انزل فيه القران ،
هدًى للناس وبيناتٍ من الهدى والفرقان ، فمن شهد منكم
الشهر فليصمه ، ومن كان منكم مريضًا او على سفرٍ فعدة من ايام
اخر ، يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر ، ولتكملوا العدّة
ولتكبروا الله على ما هداكم ، لعلكم تشكرون ، واذا سالك عبادي
عنّى فانى قريب ، اُجيب دعوة الداع اذا دعان ، فليستجيبوا لى
وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون

فاوجب على الاغنياء اصحاب النصاب الصدقة ، وهى

الحنطة، او الشعير او التمرة لا تكثر ولا تقل، بالقصد المستقل
ومن سنّة هذا اليوم السواك والاغتسال والتطيّب
واللبس احسن الثياب وغيره الامساك ما قبل الصلوة على
وجه التقرّب، ثم الخروج الى المصلى مع جماعة المسلمين
وغيره الجهر بالتكبير في الطريق لاعلاء الدين، ثم الصلوة
واستماع الخطبة بالتمام، ثم الرجوع من غير طريق الذهاب
الى المنزل، ثم التقرّب بين اهل البيت و ذوى القربى
والفقرآء والمساكين لوجه العزيز العلام، غفر الله
لنا واياكم وارحمنا معكم وهو ارحم الراحمين، وخير
الناصرين، والحمد لله رب العالمين، يا ايها الذين امنوا
اتقوا الله، و لتنظر نفس ما قدّمت لغد، واتقوا
الله، ان الله خبير
بما تعملون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ آخر | الحمد للہ، الحمد للہ نحمدہ، ونستعینہ، و
نعوذ باللہ من شرور انفسنا، ومن سیئات اعمالنا، ونسألہ
صلاح اخلاقنا وفلاح احوالنا، من یھدہ اللہ فلا مضل لہ،
ومن یضللہ فلا ھادی لہ،

نشھد ان لا الٰہ الا اللہ، وحدہ، لا شریک لہ، ونشھد
ان سیدنا ومولانا محمداً عبدہ ورسولہ، ان اللہ وملائکتہ
یصلون علی النبی، یا ایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما،
اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد بعدد من صلی وصام،
اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد بعدد من قعد وقام، اللھم
صل علی محمد وعلی ال محمد کما تحب وترضی، اللھم صل علی

محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ کما یحب ویرضیٰ، اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ
اٰل محمدٍ بعدد کلّ ذرّۃٍ مائۃ الف الف مرّۃ، اللّٰھم صلّ
علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ بعدد کلّ معلومٍ ومقدورٍ لک مائۃ الف
الف کرّۃ، اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ اٰل محمدٍ وبارک وسلّم،
واغفرلی، ولوالدیّ، ولاساتذتی، ومشایخی، ولجمیع المؤمنین
والمؤمنات، والمسلمین والمسلمات، الاحیاء منھم والاموات،
انک انت مجیب الدعوات،

الٰھی بنلفی بنی فاطمہ بایمان اجعل لنا خاتمہ
فان کان ردّ لنا او قبول فکفّی واذیال اٰل الرسول

صلی اللہ علیہ، وعلیٰ اٰلہ، واصحابہ، وازواجہ، وذرّیاتہ، اجمعین،

اللّٰھم ایّد الاسلام والمسلمین، بالسلطان العادل،
والقھرمان الباسل، الباذل، خلیفۃ اللہ فی العالم المجازی،
السلطان عالی گوھر شاہ عالم بادشاہ الغازی،

اللّٰھم ارحم السّلاطین الماضین الذین قضوا بالحقّ و
کانوا بہ یعدلون، واغفر وارحم ولاۃ ھٰذہ البقعۃ، و
احسن الیٰ من احسن الینا صنعہ، اللّٰھم انصر من نصر
دین محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، واخذل من خذل

دین محمّد صلی اللہ علیہ وسلم

عباد اللہ، ان اللہ یامر بالعدل، والاحسان، وایتاء ذی القربی، وینھی عن الفحشاء، والمنکر والبغی، یعظکم لعلّکم تذکّرون، ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ

واولیٰ، واھمّ، واتمّ

واجلّ، واکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ عید اضحیٰ

الحمد لله، الحمد لله الّذي خلق السّمٰوات
والارض وجعل الظّلمات والنّور، وصوّر الشّمس والقمر
وقدّر اللّيالي والايام والسّنين والشّهور، الله اكبر الله اكبر
لا اله الّا الله، والله اكبر الله اكبر، ولله الحمد،

نشر عباده، وعمّر بلاده، وامرهم بعبادته، وترك
ارادة الغير مع ارادته، بل وامر الرّجوع، وتمام الخضوع، الله
اكبر، الله اكبر، لا اله الا الله، والله اكبر، الله اكبر، ولله الحمد،

ارسل في ذلك الانبياء والمرسلين وانزل عليهم الكتب
على لسان الرّوح الامين، من التورٰة والانجيل والفرقان
والزبور، الله اكبر، الله اكبر، لا اله الا الله، والله اكبر

اللّٰہ اکبر، وللّٰہ الحمد،

ختمہم بالنّبی العربیّ الکریم الرّسول الرّؤف الرّحیم المُخاطَبِ مِنْ عِنادہٖ سُبحانہ "انک لمن المرسلین علی صراطٍ مستقیمٍ" الدّال علی فضلہٖ وختمہٖ وبقاءِ شرعِہٖ علی الوضوح والظّہورِ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لآ الٰہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد،

نشہد اَنْ لآ الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لاشریک لہٗ، لہ المُلکُ وَلَہُ القدرُ، وَلَہُ الخلقُ ولہ الامرُ یقدر علی کلّ شیءٍ ویبعث مَنْ فی القبور، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لا الٰہ الّا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد،

ونشہد انّ سیّدنا ومولانا محمّداً عبدُہٗ المصطفٰی ورسولُہٗ المجتبٰی، نورُ اللّٰہِ الانورِ، وَظہور اللّٰہ الاعظمِ فی الکتابِ المسطورِ والرّقِّ المنشورِ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لآ الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد،

سیّدُ المرسلین، وَخاتمُ النّبیّین، وَرحمۃٌ للعالَمین وشفاعۃٌ لِلمذنبین، والمؤمنین، یومَ البعثِ وَالنّشورِ، اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، لآ الٰہ الا اللّٰہ، واللّٰہ اکبر، اللّٰہ اکبر، وللّٰہ الحمد،

صابر

صاحبِ التّاجِ، والمِعْرَاجِ، والبُرَاقِ والعَلَمِ، فِي الحِلِّ وَ
الحَرَمِ، والبيتِ المعمورِ، الله اكبر، الله اكبر، لَا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ، والله اكبر، الله اكبر، ولله الحمد،

صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وعِتْرَتِهِ، وَزُمْرَتِهِ، و
جُنُوْدِهٖ، واحزابه، ولا سيّما الطيّبين الطّاهِرِيْنَ، الائِمَّةِ
المَعْصُوْمِيْنَ، وَالانصارِ والمُهَاجِرِيْنَ، والخلفاءِ الرّاشِدِيْنَ
ابى بكرٍ الصّدّيقِ الاكبر، وعمر الفاروق الاظهر، وعثمان
جامعِ القرآنِ الانوارِ، وعلى المرتضى المقدّسِ المطهّرِ ساقي
الكوثر، وشافعِ المحشر، وسيدةِ النساءِ، خاتُوْنِ الجنّةِ
الزّهراءِ، والسّيّدين المعظّمين، القطبينِ المكرّمينِ، ريحانتيِ
النّبُوّةِ، فارسانتي الولايةِ، المطهّرينِ، المقدّسين، ابى
مُحَمَّدٍ الحسنِ وابى عبد الله الحُسَيْنِ، وَابى عُمارة الحمزة و
ابى الفضلِ العباسِ، وجميعِ الصحابة والتّابعين واتباع التابعين
واولياءِ الامّةِ، وعلماءِ الملّة، ومشايخِ الطّرِيْقَة، وَاكابر الحقيقة
ولا سيّما مشايخنا القلندريّة، والقادريّة، والطّيفوريّة
والجشتيّة، والسّهروردِيّةِ، والمَدَاريّةِ، وَالجلاليّة، و
النقشبنديّة، سلام الله ورضوانه، ورحمة الله وبركاته،

---

[1] كلمة اعجميّة بمعنى السيّدة۔

عليهم اجمعين، وسلّم تسليمًا كثيرًا كثيرًا، الى يوم الدّين،

امّا بعد فانّى اوصيكم بالطّاعة، وبتقوى الله حتّى الاستطاعة، فان الدنيا زور، ومتاعها غرور، وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور،

ثم ان هذا يوم العيد الاضحى، يوم المزيد الابهى جعله الله منارًا للدّين وشعارًا للمسلمين، اوجب فيه الاضحيّة، على الاغنياء اصحاب النصاب وهى من الغنم والبقر والابل فشاة عن واحد ويجوز ان يشترك فى الباقين اثنان او اكثر الى سبعة بالقصد المستقل،

ومن سنّة هذا اليوم السّواك والاغتسال والتّطيّب واللّبس احسن الثّياب، والامساك ما قبل الصّلوة على وجه التقرّب والثواب، ثم الخروج الى المصلى مع جماعة المسلمين والجهر بالتكبير فى الطريق لاعلاء الدّين، ثم الصلوة مع الامام واستماع الخطبة بالتّمام ثم الرّجوع من غير طريق الذّهاب الى المقام ثم التّقرّب بالاضحيّة، مع خلوص النيّة، ويجعلها ثلثة اقسام بين اهل البيت وذوى القربى والفقراء لوجه العزيز العلّام فاتقو الله ما استطعتم، لن ينال الله لحومها

وَلَا دِمَآؤُهَا، وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنكُمْ،

وَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ بِالتَّحْقِيقِ، بَعْدَ كُلِّ
صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ بِجَمَاعَةٍ مِنْ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلٰى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ
أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ
أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،

غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَارْحَمْنَا مَعَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ
الرَّاحِمِينَ، وَخَيْرُ النَّاصِرِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ،
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ،
وَاتَّقُوا اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

وہ اصول جن سے مُتون خطبات کا استنساخ ہوا بیشتر مغشوش حالت میں تھے، تصحیح ہوئی پھر بھی نہ ہوئی
اس خطابت بالغہ کی بلاغت بازغہ جس عُلوِ شان و رفعتِ مکان پر فائز ہے چشمِ بصیرت اُس کے جلوے
خود دیکھ رہی ہے، یہاں ایک مزیّت یہ بھی دیکھنے کی ہے کہ مختلف سلاسل صوفیہ میں اس خطبہ کے بیشتر
فقرے اوراد و اذکار میں داخل کر لیے گئے، جمال تاثیر و حسن قبول کی ایسی مثال شاید ہی مل سکے۔

صاحب خطبہ

حضرت شیخ عبد القادر العمادی رضی اللہ عنہ کی سیرت و سریرت اکثر مُطوّلات میں مبسوط ہے، حضرت شیخ الاسلام امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ اُن کے شیخ تھے، بارگاہ شیخ الاسلامی میں اُن کی جو منزلت تھی اُسی کا تذکرہ کافی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے فرزند اکبر و خلیفۂ برحق قطب الوقت امیر سیّد شاہ مسعود علی قلندر نے اپنی الہامی کتاب فصول مسعودیہ میں حضرت شیخ کا ترجمۂ طیبہ صفحہ ۱۳۰ سے ۱۳۲ تک ثبت فرمایا ہے جس کا عنوان یہ ہے:

بیان احوال مولوی معنوی، علّامۃ العصر، وحید الدہر، یگانۂ آفاق، منبع اخلاق، جامع علوم محمّدی و مرتضوی، مولانا محی الدین ثانی ابو محمّد عبد القادر بن خیر الدین الصدیقی

العمادی الباسطی القلندر،

ان کلمات طیّبات کی حیثیت محض ثنا وصفت کی نہیں ہے، بلکہ مختلف اوقات میں حضرت شیخ کی علمی وعرفانی کرامتیں جیسی جیسی ظاہر ہوتی رہیں اسی تناسب کے مطابق بارگاہ حقیقت سے خطاب ملتے رہے۔

ترجمۂ شریفہ | حضرت شیخ کے معارف حیات پر خود اُن کے مرشدزادے جس ذوق وکیف وجوش وعقیدت سے روشنی ڈالتے ہیں وہ فوق الشہود والسماع ہے، فصول مسعودیہ میں فرماتے ہیں۔

سترہ برس کے سن میں تکمیل علوم | بدانکہ مولوی موصوف چوں از علوم درسیہ وفنون عجیبہ وغریبہ درعمر ہفدہ سالگی فراغت حاصل کردند۔

تدریس میں شہرۂ آفاق | بدرس وتدریس شہرہ آفاق شدند،

مطالعۂ تصوّف | بعداز چند سال از سیر کتب تصوّف مثل فصوص الحکم و فتوحات مکیہ تصنیف سلطان الاولیاء برہان الاصفیاء حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ودیگر از کتب اولیاء اللہ سلام اللہ علیہم ذوق وشوق : طلب حق پیدا شد، درجستجوی مرشد کامل شدند، چندی درجستجو گذشت، عاقبت الامر بعنایت الٰہی ازالہام غیبی بحضور فیض گنجور حضرت پیر مرشد برحق در رسیدند،

طلب صادق کا اثر | چوں طلب صادق وارادت واثق داشتند و استعداد کامل بزودی درسلسلۂ علیہ قادریۂ رضویہ بیعت نمودند، وبجمیع اذکا

وافکار و مراقبات و اسماء اللہ تربیت پذیرفتند، و برموز فقر وکلمۃ الحق آگاہ گردیدند، و باجازت وخلافت سلاسل سبعہ سرفراز گشتند، وملقب بمولوی معنوی شاہ عبدالقادر الباسطی القلندر شدند، چنانچہ مولوی موصوف ابیات چند متضمن باحوال رسیدن خود بجناب ارفع واقدس حضرت پیر و مرشد و بیعت کردن و باجازت وخلافت سرفراز شدن گفتہ اند۔

چون دویدم بجذبۂ توفیق | در رسیدم بحضرت تحقیق
قبلۃ العارفین بالاطلاق | کعبۃ الطائفین بالآفاق
حضرت ذات پاک مظہر حق | شاہ باسط علی قلندر حق
مَتَّعَ اللہُ منہ اہلَ الدین | بدوام البقاء والتلقین
قام اولادہ، واحفادُہٗ | دام فینا وفیہم امدادہ
بوسہ دادم بخاک پاے او | دل نہادم بہرچہ راے او
تا برحمت قبول کرد مرا | بعنایت شمول کرد مرا
شہ چو دستم بلطف بگرفتہ | نزد پیران شدم پذیرفتہ
شہ چو از روی لطف کرد قبول | شد قبول حق وقبول رسول
شہ پذیرفت بندہ پذرفتند | شہ چو بگرفت دست بگرفتند
بذل فرمود مہر ورافت خویش | بندہ بنواخت از خلافت خویش
گرچہ بودم درین سلاسل طبع | کرد اعطا چنین سلاسل سبع

مشاغل زندگی | چون بمطلوب فائز گردیدند رخصت بوطن شدند، بنام پیران وبرکات انفاس قدسیۂ ایشان بموضع مسطور (تکیۂ سوکھر پور من اعمال سرکار جون پور) استقامت فرمودہ بدرس علوم ظاہریّہ وارشاد وتلقین علوم باطنیۂ محمدیّہ مشغول وشاد ہستند،

تصنیفات | از انجا کتابے چند چنان کہ ترجمۂ رسالۂ مسعودیہ در علم فرائض،

ورسالۂ ربط المشائخ کہ متضمن است بشجرات پیران سلاسل سبعہ کہ ہمگین بست وچہار نوع وارد علی سبیل التفصیل،

ورسالۂ منظومہ در بیان شجرات سلاسل مذکور علی سبیل الاجمال مع برخی از دیگر احوال،

ورسالۂ عربی از عقاید صوفیہ وامامیۂ اثنا عشریّہ واہل سنت وجماعت تصنیف کردہ،

وخطبہ رسالہ کشف الرموز برائے توضیح مرام حضرت پیرو مرشد برحق رح مع حواشی بعض مقام[1]،

---

[1] کشف الرموز اصل میں حضرت شیخ الاسلام کی ایک عارفانہ فارسی مثنوی ہے جس کی تصحیح وتہذیب آپ نے حضرت شیخ سے کرائی تھی اور اُنھیں سے خطبہ بھی لکھوایا تھا، یہ نسخۂ مصحّحہ مع خطبہ موجود ہے، مگر آستانہ شریفۂ لاہر پور کے کتابخانۂ عامرہ میں نسخۂ مصحّحہ نہ تھا، سیّد السادات حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل قلندر روح اللہ روحہ نے اصل مثنوی چھپوادی، نسخۂ مصحّحہ سے مقابلہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ تصحیح نے کلام کو کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

ومسودۂ رسالہ فصول عطائیہ تصنیف قطب الوقت مع خطبہ مرتب ساختہ

بحضور پُر نور ارسال نمودند،

ورباعیات غریبہ متضمن معنی وھو معکم اینما کنتم کہ در حین زیارت

مرقد مبارک شیخ الاسلام حضرت شاہ فتح قلندر قدس سرہ وارد بدل گردیدہ

نیز ابلاغ داشتند۔

ومکتوب "مسعودیہ" بزبان عربی تصنیف کردہ ارسال نمودند،

حسن قبول | وبنظر مبارک حضرت پیر و مرشد برحق بغایت پسند ومقبول افتاد

زہی عزو شرف،

سالانہ تحفۂ علمیہ | وہر سال ہم برین منوال از تصنیف خود تحفہ

بحضور انور می فرستاند،

غوثیہ | وبعد ارسال نسخہ ہائے مسطورہ ترجمہ رسالۂ غوثیہ کہ یکے از یاران حضرت

میر سید نجم الدین غوث الدہرؒ کہ ہمیشہ در سفر ہمراہ رکاب آنحضرت می بود، در

بیان احوال چہار پیران حضرت شاہ عبدالعزیز مکی علمدار وصحابی مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم، وحضرت میر سید خضر رومی وحضرت امیر سید نجم الدین

قلندر غوث الدہر، وحضرت شاہ قطب الدین بینا دل، مشتمل بر مسائل

سیر وسلوک، بزبان عربی تصنیف کردہ ومسمیٰ بغوثیہ نمودہ بود، شمہ از احوال

چہار پیران مذکور ازان منتخب ساختہ وترجمہ نمودہ ارسال کردند،

تحقیق معرفت | وچند مکاتیب بحث اسالیب مشتمل بر تحقیق بعضی سلاسل وتاریخ وفات بعضی پیران از آیات قرآنی استخراج نموده وتحقیق وھومعکم اینما کنتم وغیرہ امور دقیقہ بحضور انور ابلاغ داشتند،

سلاسل صوفیہ کے حلقے | امتداد ایام نے سلاسل صوفیۂ صافیہ کے شجرات میں بھی مشاجرات کی قلمیں لگادی تھیں، تحقیق کا کام حضرت شیخ کے سپرد ہوا جن کے فصل الخطاب پر شیخ الاسلام حضرت امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ کو اتنا وثوق تھا کہ مختلفات میں انھیں کے اختیار کو اختیار فرماتے، حضرت شیخ کے رسالہ "ربط المشائخ" کا یہی موضوع ہے، جو حقایق اس میں رہ گئے تھے حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے اُن کا استدراک "منظومۂ مختصرہ" میں فرمایا، جس کی نسبت حضرت قطب الوقت فرماتے ہیں:

"رسالۂ ربط المشایخ مع حواشی ضروری در بیان شجرات بست وچہار نوع علی التفصیل ورسالہ منظومہ مختصرہ در بیان اسامی پیر کبیر بالاجمال"

اصل میں یہ تین تالیفیں ہیں:

(۱) ربط المشایخ۔

(۲) حواشی ضروری جو پہلی کتاب کا تتمہ وتعلیق ہے۔

(۳) منظومۂ مختصرہ۔

رسالۂ غوثیہ عربی میں تھا، حضرت شیخ الاسلام کے ارشاد سے حضرت

شیخ نے اُس کو فارسی میں منتقل فرمایا، اسی رسالۂ غوثیہ اور منظومۂ مختصرہ کے متعلق فرمایا ہے :

"مترجم رسالۂ غوثیہ وناظم ایں رسالہ مولوی معنوی، علامۃ العصر، وحید الدہر، شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر ابن الشیخ خیر الدین الصدیقی العمادی منسوب بسوی حضرت عماد قلندر کہ مرید وخلیفۂ حضرت قطب الدین بینا دل قلندر بودند"

مکتوب معنوی تمحیص وتنقیب کا یہ سلسلہ مستقل تالیفات ہی تک محدود نہ تھا، حضرت شیخ کے مکتوبات بھی اسی موضوع پر شامل تھے جن کا مجموعہ قابل دید تھا، ارشاد ہوتا ہے :

"چند مکتوب کہ مولوی معنوی موصوف دربیان تحقیق بعضے سلاسل وتاریخ وفات بعضے پیراں کہ از آیات قرآن مجید استخراج نمودہ از تکیۂ سوگھرپور بایں جانب نوشتہ فرستادہ بودند"

خطبۃ الکتاب حضرت قطب الوقت نے کتاب "فصول مسعودیہ" تمام و کمال حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہما کے زیر ہدایت مرتب فرمائی جو سلسلۂ علیۂ قلندریہ کی بہترین و برترین کتاب ہے، حضرت شیخ الاسلام نے حصول برکت کے لیے اس کتاب کا خطبہ حضرت شیخ سے لکھوایا جو آغاز کتاب میں ثبت ہے اور اس خیر الکلام کا اُسی سے افتتاح ہوتا ہے، دیباجہ میں

تصریح کی ہے :

"انچہ از زبان فیض ترجمان حضرت والد مرشد خود شنیدہ ہمہ راجمع کردہ بدوازدہ فصل مرتب ساختہ وخطبۂ مولوی معنوی موصوف را تیمناً وتبرکاً کہ بموجب حکم حضرت پیرو مرشد ارشاد داشتہ بودند داخل رسالۂ ہذا کردہ نام این رسالہ فصول مسعودیہ نہاد"

مبدءِ قلندریت | سر آغاز سلسلۂ شریفۂ قلندریہ کی نسبت روایتیں باہمد گر مختلط ہو کر مغشوش ہو گئی تھیں، حضرت شیخ نے تحقیق فرمائی کہ اصل میں ایک ہی سلسلہ تھا جس کی دو شاخیں ہو گئی تھیں، لکھتے ہیں :

"کسانیکہ مرید الیشان (حضرت شاہ عبد العزیز مکی قلندر علمدار و صحابی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) شدند نسبت بہ پیر خود سلسلۂ خود را قلندریہ مکیہ نامیدند، وکسانیکہ مرید شدند نسبت بہ پیران خود یعنی حضرت مرتضیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہ سلسلۂ خود را قلندریۂ علویہ نامیدند چنانچہ برین معنی مولوی معنوی شاہ عبد القادر جون پوری در رسالہ منظومہ اشارات کردہ"

یہی تحقیق آج تک اہل حق میں مقبول ہے اور اسی کے مطابق نسبت کی کرامت حاصل کی جاتی ہے۔

حدیث کی تحقیق | ایک صدی سے عمر کا عادۃً ومعمولاً متجاوز ہونا ممکن ہے یا نہیں ؟ محدثین نفی کے قائل ہیں اور صوفیہ اثبات کے،

حضرت شیخ الاسلام نے بجسب الہام اس باب میں حضرت شیخ کی تحقیق کو قولِ فیصل قرار دیا، حضرت قطب الوقت نے محدثین کا اعتراض نقل کیا ہے:

برین معنی اعتراض وارد می شود کہ در حدیث آمدہ است کہ بعد از صد سال کسے و نفسے از حاضرانِ این وقت بر روے زمین نخواہد ماند، حال آن کہ حضرت شاہ عبد العزیز مکی و مہتر خواجہ خضرؑ و مہتر الیاسؑ از صد سال چند سال ماندہ، مضمونِ این حدیث چگونہ راست آید؟

جواب این اعتراض مولوی معنوی شاہ عبد القادر باین الفاظ نوشتہ فرستادہ:

"صاحب من، این حدیث بصورتہ این جا حاضر نیست کہ دراں تامّل کردہ آید کہ ہر چہ از اشکال در قرآن و حدیث موہوم خواطر گردد بتامّل وافی و شافی در الفاظ آن حل شود، خلق از قرآن و حدیث چیزے فہمند و فقرا چیزے دیگر، جواب مجمل نوشتہ می شود، در آں تامل باید فرمود کہ از جوابیکہ میان مردم شہرت دارد قوی تر خواہد بود، ان شاء اللہ تعالیٰ"

"ظاہر آنست کہ خطاب باین حدیث با جماعت مردم اہل عادت بودہ است، و معنی آنست کہ کسے از حاضرانِ این وقت بعد از صد سال ببقای عادت استمراری کہ بطریق تحلیف ماتخلل واقع است باقی نخواہد بود، و بقاے آنحضرت و مہتر خواجہ خضرؑ و مہتر الیاسؑ و اشخاص دیگر از جماعۃ الناس

نہ بروجہ اعتیادی استمراری است، آنحضرت را در بادیہ در یک رکعت چہل سال بگذشت، این بقالے اعتیادی چہ مناسبت دارد"

واسطۂ خضریہ | قلندروں کو حیات جاوید کے لیے حضرت خضر رضی اللہ عنہ سے آبِ حیات ملا تھا، لیکن خود حضرت خضر ایک طرف تو حضرت شیخ عبدالعزیز عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جرعہ نوش تھے اور دوسری جانب حضرت سید جمال مجرد ساوجی سے بھی فیض یاب ہوے تھے، اس لیے دونوں سلسلوں کے اسمائے عظمیٰ خلط ملط ہو گئے، حضرت شیخ کی تحقیق نے سلسلۂ اولیٰ سے اس دوسرے سلسلہ کو جدا کر دیا :

"باین صورت سید خضر رومی بلا واسطۂ حضرت شاہ عبدالعزیز مکی از سید جمال مجرد ساوجی یافتہ و ایشان از سلطان بایزید بسطامی یافتہ تا آخر سلسلہ، چنانچہ مولوی معنوی موصوف درین معنی نوشتہ اند"

والنجم اذا ھوی | مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبدالقادر الباسطی القلندر چون از سال وفات حضرت غوث (یعنی حضرت امیر سید نجم الدین غوث الدہر) اطلاع یافت تاریخ از قرآن مجید جست، والنجم اذا ھوی یافت کہ بر نام مبارک آنحضرت و بفروشدن ایشان یعنی بزمین قرار گرفتن متضمن است"

خاندان قلندریہ میں اس کو الہام والقا من جانب اللہ سمجھا گیا،

حضرت قطب الوقت فرماتے ہیں :

ومی باشد کہ خداوند تعالیٰ سوگند بنام پاک آنحضرت و فروشدن ایشان بزمین یاد کردہ باشد کہ درمائۃ تاسعہ از نزول وقوع یافت و در قرن ثانی عشر مفہوم گردید، وھو من عجائب القرآن، ثم ان ھذا الکلام قدیمٌ والقدیم ما لا یکون لہ الاول والاٰخر پس فہم تاریخ ازین کلام واضح شد۔

ومولوی معنوی این معنی را برباعی فارسی ہم نظم فرمودہ، فافھموا :

والنجم اذا ھویٰ چو خواندم زامام[1] آغاز ندارد این کلام وانجام
از بہر امام نجم دین غوث الدہر تاریخ وفات فہم کردند کرام

قولہ "آغاز ندارد این کلام وانجام" اشارت بدان است کہ حرف اول وآخر کہ "واؤ" و "یا" باشد بیرون باید کرد تا عدد مطلوب حاصل شود، ودر مناجات یک رباعی گفتہ :

اے شاہ تعالیٰ وتبارک مددے سلطان سریر نامشارک مددے
عبدالقادر ز بندگان درِ تست نجم بن نظام بن مبارک مددے

---

[1] امام سے کلام اللہ مراد ہے، وکلَّ شیءٍ احصینٰہ فی امامٍ مبین۔

تکریرِ لقاء | حضرت غوث رضی اللہ عنہ کے ورود و لقاء کے روایات میں خلط مبحث نے پیچیدگی پیدا کر دی تھی، اس کی تحقیق بھی حضرت شیخ کو تفویض ہوئی، حضرت قطب الوقت اس کی تمہید باندھتے ہیں:

"انچہ قلندران در سیر و سفر یافتند آنحضرت (حضرت قطب بنیادل) نشستہ بمقام خود یافتہ، این محض از عنایات الٰہی و توجہ پاکمردان کماہی است، چنانکہ حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر را حکم و بشارت از جناب رسالتمآب صادر شد کہ بہند برو و قطب الدین بنیادل را کہ استقامت بسرورپور دارد تربیت و تلقین بحسب ظاہر کن، چنانچہ بموجب حکم اقدس حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر از حجاز تشریف شریف در سنہ ہشتصد و بست و شش ہجری در آخر عمر بار دیگر بسرورپور ارزانی فرمودند۔

چنانچہ در مکتوب مولوی معنوی مسطور است کہ:

"از اخبار متواترہ کہ درین دیار شہرہ دارد تشریف آوردن حضرت شیخ المشائخ سید السادات نجم الدین قلندر غوث الدہر بقصبۂ سرورپور کہ در عرف شہر ہرپور است مکرر شدہ است، و ملاقات از سید اشرف جہانگیر سمنانی بیشتر بودہ، و ارشادِ حضرت قطب الدین بنیادل در مرتبۂ اخیرہ کہ ظہور آنحضرت شدہ"

تلقین بینا دلی | حضرت قطب بینا دل رضی اللہ عنہ کو تلقین کس نے کی اور تکمیل کن سے ہوئی ؟ اختلاط روایات نے دونوں کو ایک بنا دیا تھا، اس کی تحقیق بھی حضرت شیخ ہی کی رہین منت ہے :

"چون شیخ حسین بن معز را بکشف معلوم شد کہ امانت شاہ قطب الدین بینا دل سرور پوری نزد ماست در سرور پور آمدہ ارشاد و تلقین طرق سلسلۂ فردوسیہ آنحضرت را کردہ

"ارشاد و تلقین گرفتن حضرت قطب الاقطاب (بینادل) از شیخ حسین بن معز قبل از ارشاد فرمودن حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر است، چنانچہ در مکتوب مولوی معنوی مسطور است :

"صحبت حضرت قطب الاقطاب بخدمت شیخ المشائخ حضرت شیخ حسین بن معز شمس البلخی رضی اللہ عنہم بیاد دارم کہ از بزرگان شنیدہ ام کہ ازو نقل نمایند۔

گفت کار شما بساز در است   سیدی کو کنون بغار حراست

یعنی سید نجم الدین قلندر غوث الدہر کہ حالا بیاد الٰہی در غار حرا نشستہ اند، براین تقدیر ظاہر است کہ برخدمت حضرت غوث الدہر سلام اللہ علیہ مقدم باشد ارشاد شاہ حسین قدس سرہٗ، و نیز ظاہر آنست کہ حضرت قطب الاقطاب بعد سعادت صحبت حضرت غوث الدہر بادیگر

کسے حاجت بصحبت افادت نداشتہ اند وبخبر دہ اند''

سلسلۂ سہروردیہ | واجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ بہائیہ کہ منسوب بخواجہ بہاءالدین ذکریاست از شیخ المشائخ بڈھن ظفرآبادی سہروردی بطریق اہدا بودہ، چنانچہ مولوی معنوی در رسالۂ منظومہ باین معنی ارشاد فرمودہ اند۔

آمد از قطب خواست وصعب انگاشت رفت واہدا نمود انچہ کہ داشت

معنی این بیت آن است کہ شیخ بڈھن بخانۂ قطب الدین بینادل ازظفرآباد آمدہ درخواست اذکار قلندریہ کردہ، چون اذکار قلندریہ دیدہ دشوار معلوم کردہ، گفت از من در پیرانہ سالی کے تواند شد بخانہ رفتہ اجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ کہ نزد خود داشتہ بودند بطریق اہدا بخدمت آنحضرت فرستادہ کہ از شما این سلسلہ جاری خواہد شد، ان شاءاللہ تعالیٰ، چنانچہ آنحضرت ہدیۂ نعمت مرسلہ را قبول فرمودہ از ذات بابرکات خود جاری نمودہ۔

اتصال سلسلہ | بدان کہ اجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ حضرت شاہ قطب الدین بینادل از حضرت شمس الدین بڈھن یافتہ'' وایشان از پدر خود حضرت شیخ رکن الدین یافتہ کہ کنیت ایشان ابوالفتح مسکین است، وایشان از پدر خود حضرت حاجی صدر الدین

ظفرآبادی ملقب بچراغ ہند یافتہ، وایشان مرید وخلیفۂ حضرت
شیخ رکن الدین رکن عالم ابوالفتح ملتانی، وایشان مرید وخلیفۂ پدرخود
شیخ صدرالدین عارف، وایشان مرید وخلیفۂ پدرخود حضرت خواجہ
بہاؤالدین ذکریا ملتانی اند، چنانچہ مولوی معنوی دررسالۂ منظومہ
باین معنی اشارت فرمودہ

مُستَنَدعلیہ "الشیخ شمس الدین عن ابیہ ابی الفتح رکن الدین
المسکین، وھو عن ابیہ الشیخ صدر الدین الحاج سراج الھند
الظفرآبادی، وھو عن شیخ الاسلام رکن الدین رکن العالم
ابی الفتح الملتانی، وھو عن ابیہ الشیخ صدر الدین العارف،
وھو عن ابیہ بہاء الدین ذکریا الملتانی سلام اللہ علیھم
اجمعین، فترك التکرار فی العنعنات کانہ من تشابہ
الاسماء، ولا یعتمد علیہ، فان الحاج وان کان من بنی
اعمام شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا لکنہ یقال لم
یتلبس الخرقۃ عنہ و انما لبسھا عن ابن ابنہ ابی الفتح
رکن العالم سلام اللہ علیھم اجمعین"

اخلاف بینادل اولاد باطنی حضرت شاہ قطب الدین بینادل
قلندر متوالی وکثیر اند، از شاہ محمد قطب قلندر تا این وقت باقی ماندہ،

و اولادِ ظاہری حضرت شاہ قطب الدین بینادل قلندر نیز متوالی و کثیر،
از حضرت شاہ محمود قلندر کہ پسرِ خُرد حضرت ایشاں بودند" تا این وقت
باقی است، و حضرت دیوان شاہ فتح قلندر نیز از اولادِ ایشانند،
چنانچہ مولوی معنوی شاہ عبدالقادر القلندر الباسطی در قطعۂ گفتہ

شیخ ما فتح قلندر ولد شیخ حسین ولد شیخ مظفر ولد شاہ ملک،
ابن محمود قلندر خلف بینادل حیّ من حیّ و یہلک بہم من یہلک

سبعۂ قُدّوسیّہ | "چون آنحضرت (شاہ عبدالقدوس قلندر
جون پوری) از خدمت پدر بزرگوار خود در جمیع اذکار و افکار و اسرار و
مراقبات و مشاہدات و ریاضات تربیت و تلقین یافتند و بر موز فقر
و کلمۃ الحق آگاہ گردیدہ بمرتبۂ علیا رسیدند، پدر بزرگوار بخلافت سلاسل
قلندریہ و طیفوریہ و چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ مشرف
گردانیدہ بجائے خود نشانیدند، و سلسلۂ مداریہ از حاجی الحرمین یافتند"
یہ تحقیق کرکے حضرت شیخ کی عبارت سند کے لیے ثبت فرماتے ہیں:
"این ہمہ سلاسل سبعہ بقدوسیہ نامیدہ شد، یعنی کل واحدٍ
من ھذہ السبع قدوسیۃ ینتمی الی القدوس السلام
او بین نبط بعبد القدوس بن عبد السلام"

اجتبائے مُجتبیٰ | در مکتوب مرغوب بہجت اسلوب علامۃ العصر

مولوی معنوی کہ باین فقیر ترقیم نمودند سنۂ وفات حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر سلام اللہ علیہ مسطور است ۔

پھر حضرت شیخ کی عبارت نقل کی ہے اور تاریخیں لکھی ہیں :

"بدین وجہ کہ از بعضی خدمۂ آستانۂ لاہرپور شنیدہ شد کہ تاریخ وفات درین لفظ است کور شد چشم حقائق و عددش صحیح یک ہزار ونود ودو بود ۔

"ومطابقہ من وحی السماء بزیادۃ الباء "تحیتھم فیھا بسلام"۔

"وایضاً من جنس الفاظ القرآن الکریم" اجتباہ ربہم وجعلہ من الصالحین"

"وآن بجہت اشتمال بزیادۂ اسم مبارک لطافتے دیگر دارد وضمیر جمع برائے جمیع خلق باشد"۔

تاریخ فتح | مکتوب بہجت اسلوب علامۃ العصر وحید دہر مولوی معنوی شاہ عبدالقادر جونپوری کہ باین فقیر ترقیم فرمودند :

"تاریخ وفات شیخ الاسلام حضرت شاہ فتح قلندر سلام اللہ علیہ یکہزار ویکصد و سیزدہ بعرض آمدہ، مطابق آن لفظے چند از قرآن یافتہ

می شود :

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ

رَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَجَنّتٍ نَعِيْمٍ[1]، بتطويل خط التاء

وهذا من عجائب القرآن وكتاب الله وكرامات الاولياء

احزاب الله،

فان الفقير الداعي كان يتمنّى ان يجد هـذا التاريخ

من الكتاب المبين، فيما ورد في شان المقربين، فاذا انا

قد وصلت التلاوة بقوله :

فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَ رَيْحَانٌ وَ

جَنَّةُ نَعِيْمٍ، فتأمّلتُ فوجدتُ جملة الجزاء التي تدل

على وقوع الحكم وتحققه من غير شكٍّ من غير جملة

الشرط، والفاء المتعلقة به التي تدل على التقدير و

التردد مطابقةٌ للعدد المطلوب، ومن عجائب هـذا

---

[1] ایران کے نامور سخن سنج (ندیم) نے اسی مادۂ تاریخ کو نواب آصف الدولۂ مغفور فرماں روائے لکھنؤ کے لیے "ھُھُنَا" کے اضافہ سے موزوں فرمایا :

لکھنؤ بے آصف است و آسماں بے آفتاب — چرخ چارم بے مسیح و طور سینا بے کلیم

نقشبندِ کاف و نون بر تربتِ آصف نوشت — ھُھُنَا رَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَجَنّاتِ نعیم

اللفظ انہ یقرء عربیاً و فارسیاً و نثراً و نظماً و یوازن فیہ مع القافیۃ بالکلام الکریم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، فیکون بیتاً"

کرامت | وحضرت پیر و مرشد والدی حضرت شاہ باسط علی قلندر فرمودہ اند کہ از جملہ کرامات حضرت پیر و مرشد من یعنی شاہ الہدیہ احمد قلندر قدس سرہٗ یکے آنست کہ مرا در ذکرے در یک رکن شک افتاد، در دل خطرہ کردم کہ اگر پیر و مرشد من قلندر برحق اند مرا طلبیدہ خود ذکر نمودہ رفع شک سازند، درآن روز ہا آزار بواسیر آن حضرت را بسیار غالب شدہ بود، پس بمجرد این خطرہ کہ در دل من گذشت آنحضرت ہمان وقت فرمودند کہ محمد وارث و عبدالباسط را بیارید، فرستادۂ آنحضرت نزد ما آمد، باہم سہ کس رفتیم و دیدیم کہ آنحضرت بحضور من ہمان ذکر کہ مرا در رکن آن شک بود مشغول شدند، بمجرد دیدن آن شک از من زائل شد، بحضور آنحضرت نشستم، آنحضرت فرمودند کہ نزد حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہٗ سہ طالب علم آمدند و ہر سہ در دل خود خطرہ کردند، یکے خواست کہ مرا برگ تنبول دہند، و دیگرے لڈو خواست، و سیوم گل بے موسم خواست، ہر سہ بحضور آنحضرت نشستند، ہمان وقت یک مہاجن پان و لڈو نزد آنحضرت آورد،

آنحضرت گفتند کہ بنمید، و باغبان را تاکید فرمودند کہ خبر گل بگیرد، حالانکہ موسم گل بنود باغبان رفتہ دید کہ بر درخت سہ گل موجود اند، چیدہ بحضور آنحضرت آورد، حضرت پان ولڈو پیش طالبان آن وگل پیش طالب آن نہادند پس این فقیر بخدمت پیر و مرشد عرض نمود کہ آن سہ طالب علم در وقتے بودند، آنچنان ما سہ طالب علم ہستیم و من آن طالب گل بے موسم ہستم چراکہ رفع شک رکن از دیدن ذکر بے موسم طلب نمودم کہ حضرت را در غلبۂ مرض بواسیر کجا تاب وطاقت ذکر بود، اما ہمچون آن طالب گل مطلوب خود را من ہم بے موسم یافتم۔

محلّ کرامت | مولوی معنوی، وحید دہر، بنور محمّدی و مرتضوی منوّر، شاہ ابو محمّد عبد القادر الباسطی القلندر سلمہ اللہ تعالیٰ می فرمایند کہ:

"از زبان مبارک حضرت پیر و مرشد خود سلام اللہ علیہ یاد دارم کہ این قصّہ در سراے میر آستانۂ سیّد السادات شاہ عاشقان بوقوع آمدہ۔

"و نیز شیخ غلام حسین کہ مردے صالح و متوطن فتن پور[1] متصل آستانۂ مذکور اند بافقیر داعی ابو محمّد عبد القادر باسطی بارہا گفتہ اندکہ

---

[1] "فتن پور" کے نام سے اگرچہ کئی قریات آباد ہیں مگر یہ فتن پور نظام آباد سے ملحق اور حضرت شیخ کے برادر اکبر مولانا شاہ محمّد وارث عمادی کا محلّ نزول تھا، کتاب الاحساب میں اس کی تحقیق مبسوط ہے، فلیرجع الیہ،

روزے در آستانۂ مذکور حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر و پیر دستگیر من سید السادات حضرت سید شاہ باسط علی قلندر سلام اللہ علیہما با جماعۂ کثیرہ نشستہ بودند و من نیز حاضر بودم شنیدم کہ حضرت شاہ الہدیہ احمد قلندر می فرمودند کہ کمال ظہور من و احوال و اشغال من از ذات با برکات سید باسط علی قلندر خواہد شد، و ہمچنیں خدا بنمود۔"

تاریخ شیخ المشائخ مولوی معنوی، علامہ عصر، وحید دہر، شاہ عبد القادر در تاریخ وفات حضرت شیخ المشائخ شاہ علاؤ الدین احمد قلندر سلام اللہ علیہ "یرثون الفردوس" گفتہ و در نظم آوردہ:

شاہ الہدیہ احمد سیرت — وارث مرتبۂ قاب و قوسین

بہر سال سفر آنحضرت — خواں ز قرآن یرثون الفردوس[1]

تاریخ صوری و معنوی مولوی معنوی علامہ عصر وحید دہر، بنور محمدی و مرتضوی منور، مولانا ابو محمد عبد القادر باسطی القلندر سلمہ اللہ تعالے در تاریخ وفات آنحضرت (شاہ میر محمد ماہ قلندر والد ماجد حضرت امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہما) قطعہ گفتہ اند:

رفت از دنیا قلندر پاکباز نور حق — سید السادات مولانا محمد ماہ شد

وقت وصل و ماہ و روز و سال فوت او بگو — سادس و عشرون ماہ صوم صبح یوم

---

[1] آستانۂ شریفۂ لاہرپور میں پیشطاق روضۂ مبارکہ پر یہ تاریخ ثبت ہے۔

قبض باسط | چوں وقت ختنہ برخورداران رسید ازین فقیر فرمودند کہ از کار ختنہ فراغت گیرید، چنانچہ از تفضلات عالی از ختنۂ برخورداران بخیر و خوبی فراغت حاصل نمود، بعد ازان بسعادت قدمبوس مشرف گشتہ آداب مبارک باد عرض کرد، وہمگیں احبّا و اخلاّ کہ مجتمع بودند آداب مبارک باد بعرض اقدس میرسانیدند، وجناب مستطاب جواب مبارک باد می فرمودند کہ مبارکبادی "نین ترلوک" است، بعد ازان این فقیر باداے دوگانہ مامور گشت وخود بدولت نیز دوگانہ ادا فرمودند، بعد ازان ہمہ مامور گردیدند کہ در بزمِ طرب اجلاس نمایند، وخود بدولت در عجب حالت وجد وجذب بودند،

حضرت شیخ پر غایت نوازش | چوں شب آمد واز نماز مغرب فراغت دست داد، دران وقت فقیر و مولوی شاہ امید علی مرید مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر خلیفۂ رشید جناب مستطاب کہ "بغایت نوازش مشمول بودند" ومیر احمد کہ از اقربای خود اند در حضور پر نور مشرف بودیم۔

مقام و تاریخ | در حجرۂ شریفہ کہ در موضع دمکدہ متعلقہ اترانوان عملہ پرگنہ مدہ مضاف صوبۂ الہ آباد واقع است واز موضع بڈگاؤں مکانِ آبا و اجداد جناب مستطاب سلام اللہ علیہ پرگنہ سیکڑور مضاف

صوبۂ مذکور جانب مشرق ده کروه مفاصله دارد مزار مبارک ساخته شد،
و مرقد شریفه حضرت والده مخدومہ معظمہ مرحومہ کہ ساعتے چند پیشتر از
انتقال آن حضرت انتقال فرموده بودند نیز در حجرۂ موصوفہ جانب پہلوی
چپ وقوع یافته که در زمان واحد انتقال فرموده بودند، چنانکه مولوی
معنوی، علامہ عصر، وحید الدہر، عارف کامل، شاه ابومحمد عبد القادر
الباسطی القلندر سلمہ اللہ تعالیٰ و ابقاه مرید و خلیفۂ رشید
جناب مستطاب تاریخ ہائے انتقال حضرتین والدین شریفین متضمن
این معنی گفته اند، برائے اطلاع محبّان صادق و طالبانِ واثق تحریر
می آید:

۱

حضرتِ مظہرِ حق قطبِ زمان غوثِ جہاں	رخت از دارِ فنا بست سوِ باغ ارم
وقت و روز و مہ و سال از تو چو پرسند بگو	شب شنبہ سحر آہ ہفتم ہم عیددوم

دریں مصرع شش چیز از متعلقات تاریخ فہمیده می شود،

یکی شنبه

دوم شب ازان

سوم وقت سحر از شب که پیش از صبح باشد

چهارم ماه ذی الحجه

پنجم ہفتہ ہم ازان
ششم سال ہجری از عدد حروف،

(۲)

یا باسط یا علی حیٌّ قیّوم | ما انت تموت قطّ و ز۹ نت تنوم
انت لم‌یزل الابد فضُمّ التوقیت | من حاوله فقل "خفیٌّ مکتوم"

(۳)

تاریخ مبارک از قرآن مجید بر آورده اند "السابقون السابقون اُولٰئک المقربون"
بتکرار الحروف المکررۃ اعنی الراء یحصل العدد
المطلوب

(۴)

والطیبات للطیبین والطیبون للطیبات

(۵)

تاریخ خاص علیحدہ برائے اہلخانہ آنحضرت کہ مولوی عبد القادر
گفتہ بودند این است

حضرت صاحبۂ قطب زمان | آنکہ نام از صفت عصمت یافت
چند دم پیشتر از غوث جہان | لیلۃً واحدۃً رحلت یافت
اتحاد ازلی داعی بود | در مکان ہمچو زمان وحدت یافت

سال اگر می طلبی باید گفت، پہلو قطب زماں جنت یافت

حضرت شیخ نے نبیرہ شیخ الاسلام کی بسم اللہ کرائی | از مکاشفات

آنحضرت این است کہ چون ہفتہ عشرہ از روز انتقال آنحضرت باقی بود

ازین فقیر کہ در حضور اقدس مشرف بود جناب مستطاب فرمودند کہ مکتب برخوردار

کامگار علی مظہر مدعمرہ وزاد قدرہ کہ بتاریخ نوزدہم شہر ذی الحجہ مقرر است

از زبان مولوی معنوی، علامۃ العصر، وحید الدہر، عارف کامل، شاہ ابو

محمد عبد القادر الباسطی القلندر کردہ آید،

فقیر عرض کرد کہ یا حضرت پیر و مرشد از زبان مبارک کدام زبان فاضل

تراست، مکتب برخوردار مسطور از زبان مبارک غایت اولی و احسن است

و مکتب کنانیدن بر مولوی معنوی چہ موقوف است،

در جواب ارشاد شد کہ مکتب برخوردار مسطور از زبان مولوی معنوی

موصوف باید کرد،

فقیر خاموش ماند، اما از ارشاد مبارک کہ خلاف معمول شدہ خیلے

متعجب بود، چوں این حادثۂ صعب و واقعۂ تعب بوقوع آمدہ معلوم شد

کہ مکتب برخوردار سید علی مظہر طول عمرہ را بزبان مولوی معنوی موقوف

نمودن ہمیں سر بود،

باید دانست کہ جذب و کشش جناب مستطاب سلام اللہ علیہ و علی من

معہ ولدیہ تشریف آوردن مولوی موصوف باین مکان چہ قدر شد کہ از تکیۂ
سوگھر پور کہ مکان مولوی موصوف است واز آستانۂ مبارک سہ منزل فاصلہ
دارد بعد از ہشت پاس از وقت انتقال آنحضرت مولوی معنوی مذکور داخل
آستانۂ مبارک گردیدند وآداب نکتب برخوردار مذکور کہ از حضور پر نور امر شدہ
بود بجاے آوردند ونیز آداب زیارت مرقد مبارک با جماعت فرزندان و
مریدان خود بتقدیم رسانیدند۔

واصل الی الحق | قطعہ تاریخ سال بنای روضۂ حضرت ایشان (حضرت
واصل الحق شاہ سید محمد واصل) کہ در آخر ماہ ربیع الاول روز جمعہ انتظام یافتہ
وسال وصال قطب الوقت حضرت شاہ عطا علی قلندر قدس سرہ کہ تاریخ
بست وپنجم شہر ذی الحجہ روز یکشنبہ بوقت برآمدن یک پاس روز وقوع
یافتہ بود، مولوی معنوی شاہ عبد القادر قلندر باسطی سلمہ اللہ تعالی کہ مرید وخلیفۂ
رشید حضرت پیرو مرشد اند نوشتہ فرستادند، بتحریر می آید، وفصل درمیان تکمیل
روضہ ووفات قطب الوقت مرحوم نہ ماہ است پنج روز کم، وبنای روضہ
بتاریخ بست ویکم ماہ رمضان المبارک سنہ یک ہزار ویک صد وہشتاد وشش
ہجری است، وقطعہ تاریخ این است،

سالیکہ انتظام عمارت قرار سید	مقصورۂ شہنشہ واصل بکاملی
از دار غم برفت ودر اکناف عم نخفت	سید عطا علی بصلاح وصفا دلی

سال کمال روضہ اگر بایدت بگو — رشک جنان حریم سما شاہ واصلی

سال وصال سید اگر شایدت شنو — فردوس عزیافت ز سید عطا علی

فصول عطائیہ | فصول عطائیہ کا مسوّدہ وخطبہ بھی حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے حضرت شیخ ہی نے لکھا تھا، مگر اب کتاب وخطبۃ الکتاب دونوں نایاب ہیں، حضرت قطب الوقت لکھتے ہیں:

مدت عمر ایشان (حضرت سید شاہ عطا علی قلندرؓ) سی ونہ (۳۹) سال و دہ روز است وقطعہ تاریخ خاص در خطبہ فصول عطائیہ کہ از تصنیف ایشان در بیان شجرات سلاسل سبعہ است مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبد القادر باسطی نوشتہ اند دریں جا نیز مرقوم می شود این است:

ذبیح قربت قربان امر قطب الوقت — عطا علی کہ از و رشک داشت معدن وبحر

چو رفت سال ومہ و روز و وقت باید گفت — یگاہ روز احد بست و پنجم از مہ نحر

شان عربیّت | یہ سب تو عجمیت کے نظارے تھے، اب عربیّت کے پرتو بھی دیکھیے، بارقہ در راہ وصاعقہ در بازار، سنا برقہ یخطف الابصار۔

وحدت وجود بزرگان صوفیہ کا ایک معرکۃ الآراء مسائلہ ہے، اس سے بحث نہیں کہ یونان سے آیا، آیا کہیں سے ہو، لیکن اس میں شک نہیں کہ یہاں آکے ایمان لایا،

اس مسائلہ کی حقیقت کیا ہے؟ ائمۂ اسلام وعلماے اعلام وصوفیۂ کرام

اس باب میں کچھ اختلافات رکھتے ہیں، حضرت شیخ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اس باب میں ایک خط لکھا تھا، پہلے اس خط سے حضرت شیخ کی شان عربیت کا اندازہ کیجیے کہ جون پور کی زبان حرمین کے اسلوب بیان سے کس قدر رنگین ہے، اُدھر لعل شب چراغ ادھر گوہر بے بہا، و اُوتُوا بہٖ مُتشابہا

خطبات باہرات خود بھی عربیت بالغہ کے بہترین نمونے ہیں، لیکن یہاں اُس عربیت کا نمونہ در پیش ہے جس میں علمیت اپنی شکل مجاز میں حقیقت اندیش ہے۔

شیخ کا خط

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام

من الفقیر الفانی محمد عبد القادر الی النقی التقی ولی اللہ العلی

یا من لعلّ بہ سببًا یبلغہ — دار الخلافۃ یبلغ حین تأتیہا

منّی السلام الذی ما زال مبتغیًا — من المشوق الی نفسٍ یوالیہا

الی مقیمٍ بہا قد زادہا شرفا — و رفعۃً حین یدعی من اہالیہا

ذاک الرضیّ الولیّ العالم العلم — المحی المکارم بادیہا وخافیہا

تشتاقہ اذنی والعین فاقدۃ — لطول آثارہ او کتب داعیہا

علّ یبلغنک الاشواق مقترنا — بہمۃٍ منک تأتینی دواعیہا

من العبد الداثر، الغیر المعلوم والمذکور، الفقیر
الفانی محمد عبد القادر، بعض من خمر من تربۃ جونفور
ماءہا، وعمّر سبعًا وعشرین حجّۃ بمائہا وہوائہا، الی
ذلک الامام الہمام، الحبر العلام، النقی التقی، ولی اللہ
العلی، طوّل اللہ سبحانہ تعالی بقاءہ، وعجّل لی لقاءہ،
امّا بعد! الہدیۃ الزکیۃ، السلام والتحیۃ،

والآداب المرضية، فان التودد بين الآحاد، والتعارف بين الافراد، لا ينبغي ان ينحصر في المشاهدة بالاعين، او ان تقتصر على المكالمة بالالسن، كيف وقد حشا الاحشاء وضمن في ما بين الاعضاء، ما قد قرع الاسماع منكم من المكارم والمحاسن، وبلغ الاذان من محامدكم الظاهر والباطن، حتى احب ان يكون مني قبل ان انال بركة الملاقاة، وافوز بسعادة الموافاة، شيء من المكاتبة والمراسلة، التي قد تعد نوعاً من المواصلة، ولعل ذلك قد يكون سبباً للانجذاب، والله سبحانه مسبب الاسباب، ثم انه مع كثرة ما يشوقني، والى من اهاجر اليكم يسوقني، انما يعوق عن ذلك ما يذوق المرء من تطاول المنازل، وتباعد المراحل، ولعلي اذا شاء الله سبحانه وهيأ الاسباب، اركب غارب مطية الاغتراب، واطلب بركة الوصال والصحاب، واقتصر الآن على هذا القدر واتبعه بسوال لا زال يخالج الصدر فاقول:

تحقیق وحدت وجود ان التوحيد المتعلق بوجود الوجوب بمعنى ان الوجوب بالذات مختص بذات واحد لا يمكن ان يكون محمولاً على اثنين، وان يكون الحقيقة والواجبية مشتركة

بين.

بین فردین، و المتعلق بالفعل و التاثر بمعنی انه المؤثر فی الوجود الاعم من ان یکون بغیر واسطة او بها، فان ذلک لیس من نوحید المؤثر فی شئ، بل بمعنی انه لا مؤثر فی الوجود الا هو فیتعلق بکل ارادته و قدرته، علی موجب علمه و حکمته بیده ازمة الاشیاء، و لا یجری فی ملکه الا مایشاء،

و انما غیره مما له مدخل فی وجود الشئ مما ینضم فی سلک القوابل و الشرائط من غیر ان یفیض منه وجود و یصدر منه فعل،

و کذا المتعلق بالذات بمعنی ان ذوات الممکنات بجذافیرها، و ذرات المجعولات بنقیرها و قطمیرها، هالکة فی شئ جوهرها، باطلة فی حد انفسها، فلولا فیض الواجب سبحانه لم یکن هناک ذات و لم تعقل ماهیة، و انما تقومها و تصددها و صلوحها للحکم علیها و بها بالنظر الی تلک الذات الواجبة المنبث فیضها، الممتد ظلها، الم تر الی ربک کیف مد الظل و لو شاء لجعله ساکنا، کل ذلک امر معقول مصدق به و مقبول،

مذہب صوفیہ | واما مایزعم به العارفون، و یترنمو

به المكاشفون، فهل للعقل اليه سبيل، او يمكن ان يدل عليه دليل، وهل قول من قال ان الله تعالى هو الموجود المطلق وانه اظهر الاشياء وهو عينها؛ مفهوم معقول؟ او انه طور وراء طور العقل،

عقل کی مخالفت بے عقلی ہے

ثم ماذا معنى قول من يزعم انه طور وراء طور العقل،

او ليس للعقل احكام صادقة وقضايا حقة لا يمكن ان تتبدل ولا تتحول، ولا ان تتزلزل؟

فلو لم تكن للعقل احكام مضبوطة غير ممكنة التبدل ولا جائزة التزلزل، لما قامت السموات والارضون، وقد رجع هذا القول الى مثل ما يقول لعمى الصم من السوفطائية اللادرون،

فالمطلوب منك ايها الباقي من آثار السلف، والمرجو من لديك ايها الراقي كل شرف، ان توطن نفسي، وتسكن قلبي، عما هما فيه من هذه المسئلة من القلق البالغ، والخفق السابغ، بالخبر المنقح في ذلك، المحقق لدى بالك، فلعلي انتفع وقلبي ينتفع ويجتمع، ولعلك توجر وتجزى، وعند الله الآخرة والاولى، ثم انه ان اكرمتني بكتابك، وبلغتني الاذن في

جنابك

جنابك، فلعلی اجترأ علی ارسال العرائض، والاستفادة من عندك ما یفیض الفائض، ابقیت طویلا واوتیت جزیلا، والسلام۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا جواب۔

اهلا لملفوفة اضحت معالمها | تهدی الی سنن من نور بانیها،
خبرٌ له، همةٌ علویةٌ فضّت | کل المقاصد دانیها وقاصیها
فلا یغادر علما غیر مکتسب | ولا فضائل الا وهو حاویها
من جو نفوره اذا هبّت ریاح رضی | منها تعطرت الدنیا وما فیها

من الفقیر الی رحمة الله الکریم، احمد المدعو بولی الله ابن عبد الرحیم، الی جامع الفضائل، کریم الشمائل، مولانا عبد القادر لا زال ملحوظا به فی الباطن والظاهر،

امابعد فقد وصل الیّ مکتوبکم الشریف، الدال علی مخبرکم المنیف، یعرض علی مسئلة حارت فی بوادیها الافکار، وتقاعست دونها الانظار، وکیف لی بجوابها فی ورقة، او حملها فی کلمة، لکنی اذکر نکتة فی کلم فی تقریر المعنی الثالث للتوحید:

شیخ سے استفسار | وان ذوات الممکنات بحذافیرها،

و ذرّات المجعولات بنقیرھا وقطمیرھا، ھالکۃ فی شبح
جواھرھا، باطلۃ فی حد انفسھا، فلولا فیض الواجب لم تکن
ھناک ذاتٌ ولم تعقل ماھیۃ، وانما تقررھا وتصدرھا
وصلوحھا للحکم علیھا وبھا بالنظر الی تلک الذات المنبثّ
فیضھا، الممتد ظلھا" انتہی، ھو بعینہ معنی وحدۃ
الوجود، عند المحققین من اھل المعرفۃ والشھود، غیر ان
الناس لھم السنۃٌ شتّی بعضھا من قبیل التجوّز والمسامحۃ
وبعضھا من قبیل التحقیق والمفاتحۃ،

عباراتنا شتّی وحسنک واحدٌ ۔۔۔ وکلٌّ الی ذاک الجمال یشیر

فیض اقدس اور فیض مقدس

فھذا الفیض الوحدانی بالذات
المتکثر باعتبار القوابل، یسمی بالفیض الاقدس من جھۃ
صدور الماھیات، وبالفیض المقدس من جھۃ صدور
العقلیات، ولوازم الوجود الخارجی،

وجود مطلق

اما قولھم ھو الوجود المطلق، فلا یعنون
بالمطلق الامر المنتزع عن الافراد، کما یقررہ المتکلم فی
الکلیات، ولا الموجود فی ضمن الافراد، ولا باستقلالہ کما
زعمہ الحکیم، ولکن امراً ھو متحققٌ فی نفسہ، متعیّنٌ بذاتہ

استوت نسبة الى الممكنات باسرها،

عقل کے معنے | والعقل معقول علی معنیین : احدهما النفس الناطقة وکل معرفة فانما هی قائمة بالنفس حاصلة لها، وثانیهما قواعد اسسها قوم اشتغلوا بالعلوم العقلیة، ورب دقیقة فاقت تلك القواعد،

وبعد فان الحالة الراسیة لاکثر من هذا، وعسی ان یکون بعد ذلك عود، والمرجو من مکارم اخلاقکم ان لا تنسونا من صالح دعواتکم، ولا من لطیف مکاتباتکم فالمکاتبة نوع من الاستصحاب، والعبرة بمناسبة الارواح لا بمقارنة التراب، احسن الله تعالی الیکم، وافاض نعمته علیکم، والسلام،

تبصرہ | ان مقاوضات کے اثبات سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مقصود نہیں ہے، حضرت شاہ ولی اللہ کے فضل سے ایک دنیا آگاہ ہے، حضرت شیخ کے جو مناقب انھوں نے بیان کیے ہیں اُن پر سخن سازی کا احتمال نہیں ہوسکتا، فرماتے ہیں۔

اهلاً لملفوفة اضحت معالمها تهدی الی السنی من نور بانیها

(مرحبا ہو اُس ملفوف خط کو جس کے آثار و مآثر اپنے راقم کے انوار کے

جلوے میرے پاس ہدیہ میں لائے ہیں)

حِبرٌ لہٗ ھِمّۃٌ علویّۃٌ قضت　　کلّ المقاصد دانیھا و قاصیھا

(وہ ایسے علامہ ہیں جن کی ہمت بلند نے نزدیک و دور کے تمام مقاصد پورے کر لیے ہیں)

فلا یُغادِرُ علماً غیر مکتسبٍ　　ولا فضائل الا و ھو حاویھا

(انھوں نے کوئی علم بدون حاصل کیے نہیں چھوڑا، اور کوئی ایسی فضیلت نہیں جس پر وہ حاوی نہ ہوں)

من جی نفو را ذا ھبّت ریاحُ شذیً　　منھا تعطّرتِ الدنیا وما فیھا

(جون پور سے جب ہوائے دل پسند چلتی ہے تو اُس سے تمام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کے مشام معطّر ہو جاتے ہیں)

یہ حجۃ اللہ البالغہ کی شہادت ہے جس پر نہ زمین کو مجال جرح نہ آسمان کو حوصلۂ تعدیل،

ہندیت | پہلے شعر کے پہلے مصرعہ میں "ملفوفہ" نے حریر عربیت میں تن زیب ہندیت کا نہایت دل کشا پیوند لگایا ہے، عرب بجائے "ملفوفہ" کے "مُلَفَّفہ" کہتے تھے، کلام جاہلیت میں ہے:

اَوِ الشیُٔ الملفَّفُ فی البجادِ

تیسرا شعر "فلا یغادر علماً غیر مکتسبٍ" بھی عجمیت سے اکتساب رکھتا ہے

قدیم عربیت نے کسب و اکتساب میں فرق رکھا تھا، خیر کے لیے "کسب" کا اطلاق تھا، اور شر کے لیے "اکتساب" کا "تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت"

مولّف نفحۃ الیمن کا مسامحہ | حضرت شیخ کے اشعار جو خط کے شروع میں ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی اکرمہ اللہ نے وہی اشعار شیخ احمد شروانی صاحب نفحۃ الیمن و العجب العجاب کو اپنے خط میں لکھے تھے، مولوی عبدالقادر رامپوری اپنی کتاب "روزنامچہ" میں کہ ۱۸۳۲ء میں اُس کی تکمیل ہوی ہے اور اُس عہد انقلاب کی مُصدّق و موثّق تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں بصیرت اتنی بڑھی تھی کہ بصارت جاتی رہی تھی، خطوط کے جواب لکھاتے اور املا کراتے، ضعیفی کا زمانہ تھا، جو یاد آتا لکھا دیتے، نہ توارد کا خیال نہ سرقہ کی مجال، شیخ شروانی کتاب میں اِس خط کو نقل کرتے ہوئے سمجھے کہ یہ ابیات محدّث دہلوی کی ہیں، یہ نہ جانا کہ یہ آیات اُس قادر کی قدرت کا نمونہ ہیں جو محدّث دہلوی کا مُحدِّث معنوی تھا۔

محدث دہلوی کی معذرت | شیخ سے حضرت شاہ ولی اللہ طاب ثراہ عذر کرتے ہیں کہ:

"وحدت وجود کے متعلق جو کچھ قلم بند ہوا ہے حالات اس سے بہت زیادہ ہیں، شاید اس خط کے بعد اس مسئلہ کی

جانب رجوع کرنے کا پھر موقع دے۔"

دعا کی درخواست جون پور سے

اسی خط میں درخواست گذار ہیں کہ:

"آپ کے مکارم اخلاق سے امید ہے کہ اپنی پاک
دعاؤں سے ہمیں فراموش نہ فرمائینگے اور اپنی لطیف
مراسلت سے ہمیں بھول نہ جائینگے، مراسلت بھی ایک
طرح کی مُرافقت و مُصاحبت ہے، اعتبار مناسبت
ارواح کا ہے، مُقاربتِ تُراب محلِ عبرت نہیں"

مطلب یہ ہے کہ میری اور آپ کی روحیں آپس میں مناسبت
رکھتی ہیں، اِس حالت میں اگر ہمارے زاد بوم اور آب وگِل مختلف ہیں
تو کیا مضائقہ؟

پھر شیخ کو دعا دیتے ہیں کہ:

دُعا اور مُدّعا

"اللہ تعالیٰ ہر طرح سے آپ کے ساتھ احسان
کرتا رہے، اپنی نعمت کا سیلاب آپ کی جناب میں
جاری رکھے اور آپ سلامت رہیں"

شیخ کی تمنّا

اِسی کے ساتھ خود حضرت شیخ کی بھی تمنّا تھی کہ:

"توفیق رفیق ہو تو حضرت محدث دہلوی سے

شرفِ نیاز حاصل کریں"

وفات حضرت شیخ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۲۰۱ھ کو تقرب الی اللہ کی تکمیل فرمائی اور رفیق اعلیٰ سے جاملے،

قصد المنون لہ فمات فقیدا ۔ و مضی علی صرف الخطوب حمیدا

موت نے ایسے شخص کا قصد کیا جن کے مرنے کے بعد کوئی انکا جانشین نہ نکلا ۔ گردش روزگار میں چل بسے مگر اُن کے فضائل حمیدہ باقی ہیں

مولی المعالی الشیخ عبد القادر ۔ قد کان فی کل العلوم فریدا

فضیلت و علو مرتبت کے سردار شیخ عبد القادر ۔ کہ تمام علوم میں یگانۂ زمانہ تھے

لم نرزہ لما رزینا وحدہٗ ۔ وان استقل بہ المنون وحیدا

اُن کی موت تنہا انھیں کی موت نہ تھی ۔ اگرچہ آئی اُنھیں کو تھی

لکن رزینا القاسم بن محمد ۔ فی فضلہ والاسود بن یزیدا

یہ انھیں کی موت نہ تھی، یہ فقیہ اسلام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کے فضل و علم کی موت تھی، اسود بن یزید جیسے عالم کی موت تھی

وابن المبارک فی الرقائق معمراً ۔ وابن المسیب فی الحدیث سعیدا

یہ پُرتاثیر مواعظ میں ابن مبارک کی ۔ اور حدیث نبوی میں سعید بن مسیّب کی موت تھی

والاخفشین فصاحۃً و بلاغۃً ۔ والاعشیین روایۃً و نشیدا

یہ فصاحت و بلاغت میں اخفش اکبر و اخفش اصغر کی ۔ اور روایت اور سخن سنجی میں اعشیٰ ہمدان و اعشیٰ ابی لیلی کی موت تھی

سود المقابر اصبحت بیضاً بہ ۔ واغداث لہ بیض الضمائر سودا

تاریک قبر اُن سے روشن ہوگئی ۔ اور روشن دل اُن کی وفات سے تاریک ہوگئے

سلسلۂ خلافت

حضرت شیخ کی محراب افادہ اُن کے صاحب سجادہ (مولانا حافظ شاہ فخرالدین احمد عمادی) سے روشن ہوئی جن کے سلسلہ کے حلقۂ زرّیں اس وقت شیخ عبدالغفور ابن مولوی شاہ محمد عباس بن مولوی شاہ نجم الدین بن حضرت شاہ فخرالدین رحمہ اللہ ہیں، شیخ عبدالغفور صاحب کے ذہین و ذکی فرزند (آصف) زیر تعلیم ہیں، عمرہ اللہ تعالیٰ۔

مَولوی شاہ عباد اللہ اور اُن کے بھائی داروغہ محمد محسن کی عزت و عظمت سے آستانۂ شریفہ کی جلالت برقرار رہی، اب اُن کی یادگار سیدۂ طیّبہ ہیں جو شاہ عبدالعلی صاحب سے کدخدا ہوئیں، اُن کے فرزند شاہ مقصود علی صاحب کو اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران فرمائے۔

محترمہ کے بھتیجے شاہ محمد صدیق اشرف صاحب مرد صالح و نیکخو و
پاکباز ہیں، اللہ ان کی اولاد میں بزرگوں کی شان پیدا کرے۔
حضرت شیخ کے دوسرے خلیفۂ اکبر و مجاز اعظم و مأذون اجلّ
حضرت شاہ حیدر بخش عمادی تھے جن کو شیخ الاسلام حضرت امیر سیّد شاہ
باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ سے بیعت اور قطب الوقت حضرت امیر
سیّد شاہ مسعود علی قلندر رضی اللہ عنہ سے اجازت خلافت حاصل تھی،
نام بطریق عرب صرف حیدر تھا مگر حیدر بخش مشہور تھے، علم ظاہر و
عرفان باطن سب کی تکمیل حضرت شیخ نے کرائی اور اپنی زندگی ہی میں
خلیفۃ اللّٰہی کی نعمت سے سرفراز فرما کر آستانۂ آل عماد (امرتورا) میں طالبان
حق کی ارشاد کے لیے مقرر فرمایا، حضرت شاہ حسین بخش صاحب نے کہ
فرزند رشید تھے تلقین تقوی سے سلسلہ کو ترقی دی، اور حضرت
قطب الوقت سے نعمت حاصل کی، نام حسین ہی تھا لیکن گرد و پیش کی
عجمیت حسین بخش کہتی تھی، اُن کے چھوٹے بھائی شاہ مدد علی کا اصل نام
علی تھا، اس وقت اُن کی تیسری پشت میں صرف سیّدہ مکیّہ اور چوتھی
پشت میں سیّدہ مشہدیّہ ہیں، سلّمہا اللہ تعالیٰ۔
حضرت شاہ حسین بخش کے اخلاف ثلاثہ نہایت نامور گزرے۔
(۱) شیخ الحاج شاہ ظہر حسین جن کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا

اطہر حسین صاحب کی اولاد امجاد کا تذکرہ آگے آتا ہے، شیخ صفدر حسین صاحب کی دو صاحبزادیاں ہیں، سیدہ حکیمۃ النساء و سیدہ حشمۃ النساء، شیخ حیدر حسین صاحب کے چار صاحبزادے ہیں، شیخ محمد منظور، شیخ زین العباد، شیخ محمد عباس، شیخ محمد مہدی، سلمہم اللہ تعالیٰ۔

سیدہ حمزہ کی صاحبزادی میری دادی سیدہ کبریٰ تھیں کہ عفت و طہارت و افاضۂ حسنات و افادۂ برکات و مداوای عوام و اغاثۂ انام میں آج تک اُن کی یاد یاک ضرب المثل ہے۔

شیخ الاکابر، شمع جمع عماد حضرت شیخ محمد افضل عمادی رضی اللہ عنہ کہ افضل علماء و اکبر عرفاء تھے، حضرت شیخ عماد رضی اللہ عنہ کے تقویٰ، حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے علم، اور اپنے جدّ الاجداد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق و صفا کے حقیقی وارث تھے، اپنے سلسلہ کی نعمتیں پہلے اپنے جدّ امجد سے اور پھر حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم رشیدی سے حاصل کیں، ۱۳۳ ھ میں اپنے آبائے صالحین کے ساتھ محسور ہوئے سلسلہ چشتیہ کی نعمتیں حضرت شاہ قطب علی سے حاصل کی تھیں۔

حضرت شیخ محمد عبدالحق عمادی آپ کے خلف اکبر بارگاہ شیخ سے بخطاب "قلندر صاحب"، مخاطب ہیں، بہایت درجہ ذاکر، خوش اوقات، شاغل، فیّاض، مہمان نواز، حاجت روائے خلق، مرجع انام و مقصد خاص و عام ہیں،

فرزندان کرام: (۱) شاہ فرید الحق عمادی کہ تقوے وطہارت و ذکر و شغل و تلاوت ہی میں شب و روز سرگرم رہتے، اُن کی یادگار شاہ محمد مسلم عمادی اور میری بیوی ہیں۔

(۲) شاہ نذیر الحق عمادی کہ درسگاہ جون پور میں سب سے اوّل اور سب پر افضل تھے۔

(۳) شاہ وحید الحق عمادی، بہت ہی خوشرو، نیکبخت اور ہونہار تھے۔

(۴) ایک صاحبزادی بھی پیدا ہوئی تھیں، سیّدہ ساجدہ کہ مسجود مطلق نے جلد ہی اُن کو طلب فرمالیا۔

(۵) شاہ عماد کہ حضرت شیخ عماد رضی اللہ کا نور اُن کی پیشانی سے تاباں تھا۔

(۶) شاہ طیّب کہ حضرت قاضی طیّب رضی اللہ عنہ کے نمونہ بننے والے تھے۔

یہ پانچوں صاحبزادے اور وہ صاحبزادی اس وقت جناب الٰہی میں ہیں، رحم اللہ علیہم اجمعین۔

(۷) مولوی شاہ سعید الحق عمادی بی۔اے علیگ، ادب و شعر میں فرد، میدان سخن کے شیر مرد، کہ از علم تسخیر آفاق کرد، بارک اللہ فی علمہ وعمرہ۔

(۸) شاہ محمد قطب عمادی کہ اس وقت زیر تعلیم ہیں، علّمہ اللہ مالم یعلم۔

(۹) شاہ محمد داؤد عمادی کہ بڑے ذہین وذکی وصاحب ورزش و

ریاضت ہیں۔

(۱۰) شاہ عبد القادر۔

(۱۱) شاہ خیر الدین، یہ دونوں صاحبزادے ہنوز عالم طفولیت میں ہیں، انبتہم اللہ نباتاً حسناً۔

عبد اللہ العمادی، مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، لغوی، ادیب، فلسفی، متکلم، میرے والد ہیں، رضی اللہ عنہ۔

عثمان عمادی، یہ اس خاکسار کا نام ہے جس نے مسلم یونی ورسٹی علی گڈھ سے بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی اور اپنی خاندانی نعمت اپنے بزرگوں سے پائی، وفقنی اللہ لما یحب و یرضی۔

سیدہ مریم صدیقہ، یہ میری چھوٹی بہن ہیں، سرافراز خلعت اصطفا، نمونہ صدق و صفا، ہمہ بروجہ کمال است کما لا یخفیٰ، اعزہا اللہ فی الدنیا والآخرہ۔

محمد سلیمان عمادی، یہ میرے چھوٹے بھائی تھے، جمال صورت و معنی کے نمونہ، جد امجد کے نہایت محبوب، جعلہ اللہ لنا فرطاً و ذخراً و شافعاً مشفعاً۔

عبد الرحمن عمادی، یہ میرے چھوٹے چچا تھے، عالم و عارف، وارث مجد تالد و فضل طارف، علی گڈھ کالج میں زیر تعلیم تھے، ۱۳۲۶ھ میں انتقال

کر گئے مولانا آسی مولوی عبدالعلی مدراسی علیہ الرحمہ نے تاریخ وفات نظم فرمائی تھی، مادۂ تاریخ "مغفور" تھا۔

سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ، یہ میرے جدِّ امجد کی بڑی صاحبزادی تھیں جن کے بڑے فرزند شیخ محمد اسحاق صاحب ہیں کہ شیخ محمد حسن رضی اُن کے بیٹے ہیں، اور چھوٹے صاحبزادے مولوی محمد ابراہیم صاحب دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تعلیم یافتہ، لکھنؤ یونیورسٹی کے فاضل ادب، اور "خلافت" بمبئی کے رُکن رکین ہیں، سیّدہ صالحہ صاحبزادی تھیں جن سے میری بیوی پیدا ہوئیں، چھوٹی صاحبزادی سیّدہ سکینہ ہیں، خدا خوش و خورم رکھے۔

سیّدہ فاطمہ زہرا کہ بدو طفلی ہی میں دنیا سے آخرت کو سدھاریں۔

سیّدہ عائشہ صدّیقہ، یہ میرے جدّ امجد کی چھوٹی صاحبزادی ہیں، بہت ہی بزرگ منش، اپنے خاندانی فضل و شرف سے تمامتر مشترف، ان کے ہونہار صاحبزادے سیّد ابو محمد محمود خلف الصدق سیّد مرتضیٰ حسین مرحوم اپنی نوعمری ہی میں محمود فی الفضائل و ممدوح بین الاقران والاماثل مشہور ہو چکے تھے، رحمۃ اللہ و رضوانہ علیہ، ایک صاحبزادی بھی تھیں، سیّدہ عابدہ کہ چند مہینے کے بعد اپنے معبود کے پاس چلی گئیں، اللہ شافع مشفّع بنائے۔

حضرت حاجی شاہ مظہر حسین عمادی کے دوسرے فرزند حضرت حاجی شاہ مولوی محمد آسی عمادی بڑے بزرگ، بڑے متقی، بڑے قابل، اور اپنے تمام خاندانی روایات مقدسہ کے حامل تھے، ماموے بزرگوار مولوی شاہ محمد طٰہٰ صاحب عمادی اُن کے فرزند اکبر ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاف طاہرین شاہ محمد یوسف عمادی و شاہ محمد یعقوب عمادی و شاہ محمد اقبال عمادی و سیّدہ صدیقہ و سیّدہ خدیجہ کو اپنے بزرگوں کی کرامت سے معظم و مکرّم فرمائے۔

دوسرے صاحبزادہ شاہ محمد حسین عمادی، جوان و جوان بخت و روشن ضمیر بہمت
جوان و تدبیر پیر، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں تعلیم حاصل کی اور اب شعبۂ ریلوے میں
برسر خدمت ہیں، اللہ اُن کو اُن کے بزرگوں کی عظمت سے سرافراز رکھے۔

حضرت حاجی شیخ محمد آس صاحب عمادی کی بڑی صاحبزادی سیدۃ المصطفیٰ
میرے برادران عزیز محمد قطب عمادی و محمد داؤد عمادی کی والدہ ماجدہ تھیں، رحمہما اللہ تعالیٰ
چھوٹی صاحبزادی سیدہ ماجدہ، سید ابو محمد محمود مرحوم و مغفور سے منسوب تھیں
اب بتبتل الی اللہ کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

حضرت حاجی شیخ مظہر حسین کی ایک صاحبزادی بھی تھیں سیدہ بتول کہ شرخ شباب میں گزر گئیں
حضرت شاہ حیدر بخش رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی بھی تھے حضرت شاہ محمد ابراہیم عمادی
جن کا سلسلہ حضرت مولوی شاہ محمد عمر عمادی وکیل پر ختم ہو گیا، مولوی صاحب مرحوم نے اپنی تمام
وسیع املاک و سیر حاصل جائداد وقف کر دی اور اپنی بیگم صاحبہ کو حق تولیت عطا فرمایا، جنھوں
نے اپنے نامور بھائی ڈاکٹر سید محمود پی۔ایچ۔ڈی، بیرسٹر ایٹ لا، سکریٹری انڈین نیشنل کانگریس
کو اپنے بعد متولی قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو ان سے اور ان کے فرزندوں سے محکم و استوار فرمائے۔

علم و فضل و خطابت میں حضرت مولوی محمد عمر عمادی اپنی نظیر نہ رکھتے تھے، قرأت
فاتحہ خلف الامام کے متعلق اُن کی کتاب خالص فلسفیانہ انداز تحقیق پر حاوی ہے ۱۳۳۰ھ
میں وفات پائی، آپ کی صاحبزادی سیدہ صاحبہ ہیں، سلمہا اللہ تعالیٰ۔

وسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد — توقیع قبول روزیش باد

وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی رضی اللہ عنہ کے چچا شیخ محمد باقر صاحب کا شعبہ کثیر الاولاد تھا، ان میں شیخ ظفریاب کمال عقل و تدبیر سے متصف اور شیخ ذوالفقار علی انتہائی شجاعت کے لیے مشہور تھے، ظفریاب تاریخی نام تھا جن کے فرزند شیخ فتح حسین کو اپنے والد سے تدبّر کی وراثت ملی تھی، اُن کے پانچ فرزند تھے، شیخ ببر علی، شیخ عبدالجلیل، شیخ عبدالمجید، شیخ عبدالحمید، شیخ عبدالرشید، شیخ عبدالجلیل صاحب کے فرزند شیخ ظہیر عالم صاحب ہیں اور شیخ عبدالمجید صاحب کے فرزند شیخ غیاث الدین صاحب و شیخ ریاض الدین صاحب ہیں، سلمہم اللہ تعالیٰ۔

شیخ ذوالفقار علی صاحب کے شیخ خادم حسین صاحب تھے جن کی بہادری کے افسانے آج تک ضرب المثل ہیں، اُن کے فرزند شیخ محمد سلیم صاحب بہت ہی قابل و لائق و شمع بزم تھے، دوسرے بھائی شیخ محمد کلیم صاحب بھی نہایت خوش مذاق و بذلہ سنج ہیں، شیخ محمد سلیم صاحب کے فرزند شیخ عزیز الدین صاحب و شیخ حکیم الدین صاحب و شیخ نیاز احمد صاحب ہیں، شیخ حکیم الدین صاحب کے دو فرزند ہیں جن میں ایک صاحبزادہ کا نام شیخ مقبول احمد صاحب ہے، شیخ محمد کلیم صاحب کے فرزند شیخ ابوالحسن صاحب و شیخ منظور الحسن صاحب و شیخ معروف الحسن صاحب ہیں

شاہ امداد حسین کے فرزند شاہ بدر الدین صاحب ہیں سلمہ اللہ تعالیٰ۔

ایک دوسری شاخ بعیدہ ہے جس میں ایک طرف تو قاضی رعایت حسین و منشی محمد تقی صاحب ہیں اور دوسری جانب محمد قاسم حسین صاحب اور اُن کے بھتیجے اصغر حسین صاحب ہیں، قاسم حسین صاحب کے تین بیٹے ہیں، علی احمد صاحب، علی اکبر صاحب، علی ابرار صاحب۔ سلامتی سب کے شامل حال رہے۔

صَلوَاتِ خدائے بے انجام
بَر رسُول خدائے و آل کرام
خاصہ این حزب حق کہ مشکور اند
بدعاء و سَلام مذکور اند
از پے این جماعۂ تمکین
یارب این بندہ را بپذیر و گزین